بسم اللہ الرحمن الرحیم





جلد: 2 | محرم ۱۴۳۳ھ دسمبر ۲۰۱۱ء | شمارہ: 12

قیمت

فی شمارہ	سالانہ	پاکستان
20 روپے	200 روپے علاوہ محصول ڈاک	300 روپے مع محصول ڈاک

اس شمارے میں

برائے خط کتابت

ماہنامہ ضربِ حق

جامعہ امام بخاری اہلِ حدیث
مقام حیات سرگودھا

برائے رابطہ

حافظ
عمر فاروق شاکر
0300-4608164
048-3715130

مقام اشاعت: جامعہ امام بخاری اہلِ حدیث مقام حیات سرگودھا

خطبات

مسلکِ اہلِ حدیث صحیح بخاری کی روشنی میں

(قسط نمبر ۱)

سید محمد سبطین شاہ نقوی

اہلِ حدیث کے ایک ایک عمل پر قرآن مجید واحادیث مبارکہ کے دلائل موجود ہیں

مسلک اہلِ حدیث کیا ہے؟ مذہب اہلِ حدیث کیا ہے؟ اس کا تعارف پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔ ان شاء اللہ

مسلک اہلِ حدیث کے تمام عقائد ونظریات اور اعمال کی بنیاد لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر قائم ہے، یعنی اللہ کے علاوہ عبادت کے لائق کوئی نہیں، محمد ﷺ کے علاوہ اطاعت کے لائق کوئی نہیں۔ اس کے علاوہ ہر گروہ اور ہر فرقے نے یا تو کوئی تیسری چیز ساتھ ملائی ہے یا ان میں سے ایک چیز کو چھوڑا ہے۔ انسان گمراہ اس وقت ہوتا ہے جب قرآن وحدیث کو چھوڑے یا ان کے ساتھ کسی تیسری چیز کو ملائے۔ دوسرے جتنے بھی فرقے ہیں کسی نے ان دو میں سے کوئی ایک چیز چھوڑ دی ہے یا پھر ان کے ساتھ کسی تیسری چیز کا اضافہ کر دیا ہے۔ جو کچھ آسمان سے نازل ہوا ہے وہ حق ہے، اس کے علاوہ حق نہیں، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿ وَ اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ﴾

جو محمد (ﷺ) پر نازل کیا گیا ہے وہ حق ہے، ان کے رب کی طرف سے۔ (محمد:۲)

اہلِ حق ہونے کے لئے ضروری ہے، جو دعوت جو عقیدہ بھی آدمی اختیار کرے اسے اللہ کی وحی سے ثابت کرے۔ اہلِ حدیث کا کوئی عقیدہ، کوئی عمل ایسا نہیں جس کی دلیل اس (اہلِ حدیث) کے پاس آسمانی وحی کی صورت میں (موجود) نہ ہو۔

حرج کیا ہے؟

میں نے ایک جگہ تقریر کی۔ تقریر کے بعد میرے پاس چند ساتھی آگئے اور کہنے لگے:

ہم نے آپ سے چند مسائل پوچھنے ہیں۔

میں نے کہا: پوچھو۔ کہنے لگے: آپ نے مسلک اہلِ حدیث پر تقریر کی ہے اور آپ نے ہمارے مذہب کو غلط کہا ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ ہمارا تمھارا کیا فرق ہے؟ میں نے کہا: ہمارا تمھارا بہت فرق ہے۔ تم نے بہت سارے مسائل دین میں نئے بنائے ہیں، خود گھڑے ہیں۔ کہنے لگا: کون کون سے؟ میں نے کہا: تم قبر پر اذان کہتے ہو۔ تیجا، ساتواں، چالیسواں تم کرتے ہو، میلاد تم مناتے ہو، شب برات مناتے ہو، یہ ساری چیزیں دین میں نہیں، تم نے خود اپنے پاس سے گھڑی ہیں۔ وہ نوجوان کہنے لگے: ان میں حرج کیا ہے؟ میں نے کہا: کوئی حرج نہیں؟ تم سارا دین نیا بناؤ، اپنی طرف سے بناؤ پھر کہو: کوئی حرج نہیں؟!

کہنے لگے: اس بات کو چھوڑو، تم رفع الیدین کرتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں ہم رفع الیدین کرتے ہیں۔ کہنے لگے؟ کیوں کرتے ہو؟ میں نے کہا: اس میں حرج کیا ہے؟

تیرا مسئلہ ہو تو حرج کیا ہے، میرا مسئلہ ہو تو کیوں کرتے ہو۔ مجھ سے دلیل کا مطالبہ وہ کرے جس کے اپنے مذہب میں دلیل ہو، جس کے پاس خود کوئی دلیل نہیں، وہ مجھ سے دلیل کا مطالبہ کیوں کرتا ہے؟ اور یاد رکھو! اہلِ حدیث کے ایک ایک عمل پر قرآن مجید و احادیث مبارکہ کے دلائل موجود ہیں۔

دین میں کمی بیشی نہیں

اہلِ حدیث آسمانی وحی کے مقابلے میں کسی چیز کو دین تسلیم نہیں کرتا، نہ اپنی طرف سے اضافہ کرتا ہے اور نہ دین میں سے کوئی چیز چھپاتا ہے۔

" قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ : بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ ، دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ فَأَنَاخَهُ فِي الْمَسْجِدِ ، ثُمَّ عَقَلَهُ ، ثُمَّ قَالَ لَهُمْ : أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ؟ وَالنَّبِيُّ ﷺ مُتَّكِئٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ . فَقُلْنَا : هَذَا الرَّجُلُ الْأَبْيَضُ الْمُتَّكِئُ . فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ : يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ . فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ : ((قَدْ أَجَبْتُكَ .))

فَقَالَ الرَّجُلُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنِّي سَائِلُكَ فَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِي الْمَسْأَلَةِ فَلَا تَجِدْ عَلَيَّ فِي نَفْسِكَ. فَقَالَ: ((سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ.)) فَقَالَ: أَسْأَلُكَ بِرَبِّكَ وَ رَبِّ مَنْ قَبْلَكَ، آللّٰهُ أَرْسَلَكَ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ؟ فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ نَعَمْ.)) قَالَ: أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ، آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ نُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمِ وَ اللَّيْلَةِ؟ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ نَعَمْ.)) قَالَ: أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ، آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ نَصُومَ هَذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ؟ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ نَعَمْ.)) قَالَ: أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ، آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ هَذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَائِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلَى فُقَرَائِنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللّٰهُمَّ نَعَمْ.)) فَقَالَ الرَّجُلُ: آمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهِ، وَ أَنَا رَسُولُ مَنْ وَرَائِي مِنْ قَوْمِي، وَ أَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ أَخُو بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ. " انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم مسجد میں نبی ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور اونٹ کو مسجد میں بٹھا کر باندھ دیا۔ پھر پوچھنے لگا: (بھائیو!) تم لوگوں میں محمد (ﷺ) کون سے ہیں؟ نبی ﷺ اس وقت لوگوں میں تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ ہم نے کہا: محمد ﷺ یہ سفید رنگ والے بزرگ ہیں وہ تکیہ لگائے ہوئے تشریف فرما ہیں۔ تب وہ آپ سے مخاطب ہوا: اے عبدالمطلب کے فرزند! آپ ﷺ نے فرمایا: کہو، میں تیری بات سن رہا ہوں۔ وہ بولا: میں آپ سے کچھ دینی باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں اور ذرا سختی سے پوچھوں گا تو آپ اپنے دل میں برا نہ مانئے گا۔ آپ نے فرمایا: نہیں، جو تمھارا دل چاہے پوچھو۔ تب اس نے کہا: میں آپ کے رب اور اگلے لوگوں کے رب اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کو اللہ نے دنیا کے سب لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! میرا اللہ گواہ ہے، پھر اس نے کہا: میں آپ ﷺ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا اللہ نے آپ کو رات دن میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! پھر کہنے لگا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ سال بھر میں اس مہینے رمضان کے روزے رکھو؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

جی ہاں! پھر کہنے لگا: میں آپ ﷺ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ آپ ہم میں سے جو مالدار لوگ ہیں ان سے زکوٰۃ وصول کر کے ہمارے محتاجوں میں بانٹ دیا کریں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! تب وہ شخص کہنے لگا: جو احکام آپ اللہ کے پاس سے لائے ہیں، میں ان پر ایمان لایا اور میں اپنی قوم کے لوگوں کا جو یہاں نہیں آئے، بھیجا ہوا نمائندہ (تحقیق حال کے لئے) آیا ہوں۔ میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے، میں بنی سعد بن بکر کے خاندان سے ہوں۔ (صحیح بخاری:۶۳)

اسی طرح ایک اور آدمی آیا تو اس نے نبی ﷺ سے ارکان اسلام کے متعلق پوچھا۔ آپ ﷺ نے اسے جوابات دیئے، جب وہ جانے لگا تو اس نے کہا: ''لَا أَزِيْدُ عَلٰى هٰذا وَ لَا أَنْقُصُ مِنْهُ .'' میں اس سے نہ زیادہ کروں گا اور نہ کم کروں گا۔

تو نبی ﷺ نے فرمایا: ((أَفْلَحَ الرَّجُلُ إِنْ صَدَقَ .)) یہ آدمی کامیاب ہو گیا، اگر اس نے سچ کہا۔ (صحیح بخاری:۴۶، موطأ امام مالک، شاملہ ۱/ ۱۷۵ ح ۴۲۳ واللفظ لہ)

ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَّنْظُرَ إِلٰى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى هٰذا .)) جس نے جنتی آدمی دیکھنا ہو وہ اس آدمی کو دیکھ لے۔

(صحیح بخاری:۱۳۹۷، صحیح مسلم:۱۴، دارالسلام:۱۰۷)

اہلِ حدیث نے اپنے پاس سے نہ کوئی دعا بنائی ہے، نہ کوئی وظیفہ بنایا، نہ کوئی درود بنایا ہے، نہ کوئی نماز بنائی ہے اور نہ کوئی رسم نکالی ہے۔

اس لئے اہلِ حدیث کا عقیدہ ہے: لا اَزِيْدُ وَ لَا اَنْقُص .

دین میں نہ زیادتی ہو سکتی ہے اور نہ کمی ہو سکتی ہے۔

﴿ وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴾

کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کو حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ کر دیں تو اُن کے لئے اپنے معاملے میں کچھ اختیار باقی رہ جائے، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی

نافرمانی کرے تو وہ یقیناً صریح گمراہی میں جا پڑا۔ (الاحزاب:۳۶)

اہلِ حدیث کے متعلق دیوبندیوں اور بریلویوں کے دعوے

ہمارے اس ملک میں حنفیت کی طرف منسوب دو گروہ موجود ہیں:

۱: ایک کہتا ہے: آج سے سو سال پہلے اہلِ حدیث کا وجود نہیں تھا۔ میں کہتا ہوں: کیا اہلِ حق ہونے کے لئے سو سال پہلے ہونا ضروری ہے؟ یا امام ابوحنیفہ سے کوئی قول ہی پیش کیجئے کہ انھوں نے فرمایا ہو: اہلِ حق ہونے کے لئے سو سال پہلے ہونا ضروری ہے۔

۲: دوسرا گروہ ہے بریلویت کا۔ اس گروہ کا ایک مفتی ہے، احمد یار گجراتی اس نے ''جاء الحق'' نام کی کتاب میں صحیح بخاری کی ایک حدیث لکھی ہے:

''عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَعَثَ عَلِيٌّ - وَهُوَ فِي الْيَمَنِ - إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِذُهَيْبَةٍ فِي تُرْبَتِهَا فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي مُجَاشِعٍ وَ بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ وَ بَيْنَ عَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ وَ بَيْنَ زَيْدِ الْخَيْلِ الطَّائِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ فَتَغَيَّظَتْ قُرَيْشٌ وَ الْأَنْصَارُ فَقَالُوْا: يُعْطِيْهِ صَنَادِيْدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَ يَدَعُنَا؟ قَالَ: ((إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ .)) فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِين كَثُّ اللِّحْيَةِ، مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، اتَّقِ اللّٰهَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ إِذَا عَصَيْتُهُ؟ فَيَأْمَنُنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَ لَا تَأْمَنُوْنِي؟)) فَسَأَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ قَتْلَهُ - أُرَاهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ - فَمَنَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ. فَلَمَّا وَلَّى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمًا يَقْرَؤُنَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يَقْتُلُوْنَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ، وَ يَدَعُوْنَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ، لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ .)) ''

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے کچھ سونا نبی ﷺ کی خدمت میں

بھیجا تو نبی ﷺ نے اسے اقرع بن حابس حنظلی، عیینہ بن بدر فزاری، علقمہ بن علاثہ العامری اور زید الخیل الطائی میں تقسیم کر دیا۔ اس پر قریش اور انصار کو غصہ آ گیا اور انھوں نے کہا: نبی ﷺ نجد کے رئیسوں کو تو دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: میں ایک مصلحت کے لئے ان کا دل بہلاتا ہوں۔ پھر ایک شخص جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، پیشانی ابھری ہوئی تھی۔ داڑھی گھنی تھی، دونوں کلے پھولے ہوئے تھے اور سر گٹھا ہوا تھا، اس مردود نے کہا: اے محمد! (ﷺ) اللہ سے ڈر۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں بھی اس کی نافرمانی کروں گا تو پھر کون اس کی اطاعت کرے گا؟ اس نے مجھے زمین پر امین بنایا اور تم مجھے امین نہیں سمجھتے؟ پھر حاضرین میں سے ایک صحابی (سیدنا) خالد (رضی اللہ عنہ) نے اس کے قتل کی اجازت چاہی، تو نبی ﷺ نے منع فرمایا۔ پھر جب وہ جانے لگا تو آپ نے فرمایا: اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کے صرف الفاظ پڑھیں گے، لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ اسلام سے اس طرح نکال کر پھینک دیئے جائیں گے جس طرح تیر شکاری جانور میں سے پار نکل جاتا ہے، وہ اہل اسلام کو (کافر کہہ کر) قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑیں گے، اگر میں نے ان کا دور پایا تو انھیں قوم عاد کی طرح تہس نہس کر دوں گا۔ (صحیح بخاری: ۷۴۳۲)

یہ حدیث لکھنے کے بعد احمد یار گجراتی لکھتا ہے: یہ حدیث وہابیوں کی تاریخ بیان کرتی ہے، وہ آدمی نجد کا تھا یہ سب نجدی اس کی نسل سے ہیں۔

میں کہتا ہوں چلو اتنا تسلیم کیا کہ وہابی نبی ﷺ کے دور میں تھے۔ پھر اس حدیث پر غور کرو یہ حدیث وہابیوں کی تاریخ نہیں، وہابیوں کی نسل نہیں بلکہ تمھاری نسل کو بیان کر رہی ہے۔ نبی ﷺ تو نجدیوں کو مال دے رہے تھے، مال تقسیم کر رہے تھے، وہ آدمی باہر سے آیا تھا اس نے کہا: "اِتَّقِ یَا محمد." اب تم بتاؤ، یا محمد کون کہتا ہے؟ کیا بریلویوں کے علاوہ اور بھی کوئی کہتا ہے؟

نبی ﷺ نے کہا: اسے قتل نہیں کرنا اس کی نسل سے ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن

پڑھیں گے، لیکن حلق سے نیچے نہیں جائے گا، ختم پڑھیں گے، لیکن حلق سے نیچے نہیں جائے گا، شبینہ پڑھیں گے، لیکن حلق سے نیچے نہیں جائے گا۔ اہلِ حدیث قرآن پڑھتا ہے، اس پر عمل بھی کرتا ہے۔ یہ حدیث تمھاری نسل عیاں کرتی ہے۔

تقلید اور فرقہ واریت

ایک آدمی سے میں نے کہا: تم تقلید کیوں کرتے ہو؟ کہنے لگا: تقلید سے فرقہ واریت ختم ہوتی ہے، انسان ایک امام کی پیروی کرتا ہے، ادھر اُدھر نہیں جاتا۔

میں نے کہا: تقلید سے تو فرقہ واریت پیدا ہوئی ہے۔ دیکھ لو جتنے لوگ تقلید کرتے ہیں سب کے نظریات الگ الگ ہیں، وہ الگ الگ ہیں، امام ایک ہے، لیکن گروہ علیحدہ علیحدہ ہیں۔ بریلوی اور دیوبندی کا امام ایک ہے، (اپنے اپنے گمان میں) دونوں ''جنتی'' ہیں لیکن آپس میں ان کا کتنا بڑا اختلاف ہے، پھر دیوبندیوں (اور بریلویوں) کے کتنے گروہ ہیں: سلسلہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ۔ وغیر ذلك

امام صاحب کو حلال حرام کرنے کا اختیار نہیں

وہ مجھے کہنے لگا: تقلید کی وجہ سے کئی مسائل حل ہو جاتے ہیں، جن کا حل قرآن وحدیث میں نہیں وہ مسائل امام صاحب نے حل کئے ہیں۔ میں نے کہا: کوئی ایک مسئلہ بتایئے جو قرآن وحدیث میں نہ ہو اور امام نے حل کیا ہو؟ کہنے لگا: بھینس کا دودھ اور بھینس کے گوشت کے حلال ہونے کی دلیل قرآن وحدیث میں نہیں۔ میں نے کہا: تم بتاؤ یہ بھینس کا دودھ کس نے حلال کیا ہے؟ کہنے لگا: امام صاحب نے۔ میں نے کہا: قرآن کہتا ہے:

﴿ يَآيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ اے نبی! آپ کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے، اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہیں اور اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔

وہ کون سی آیت ہے جس میں اللہ نے حلال حرام کا اختیار امام صاحب کو دیا ہو، حلال حرام کا اختیار اللہ نے تو اپنے پیغمبر کو بھی نہیں دیا۔

کہنے لگا: پھر آیت کون سی ہے جس میں بھینس کا گوشت اور دودھ حلال ہو؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ ﴾ گھریلو جانور تمھارے لئے حلال کر دیئے گئے ہیں۔ ما سوائے ان کے جن کی حرمت کا اعلان ہم نے کر دیا ہے۔ (المائدہ:۱)

کہنے لگا: گھریلو جانور اگر حلال ہیں تو پھر گدھا بھی حلال ہے؟ میں نے کہا: نہیں وہ حلال نہیں، کیونکہ نبی پاک ﷺ نے اسے حرام کر دیا ہے۔ ﴿اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ ﴾ اس کی حرمت کی تلاوت کر دی گئی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ .

عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر پالتو گدھے کا گوشت کھانے کی ممانعت کی تھی۔ (صحیح بخاری:۴۲۱۷)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَ اِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴾ اور تمھارے واسطے چوپایوں میں سوچنے کی جگہ ہے، پلاتے ہیں تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں میں سے گوبر اور لہو کے بیچ میں سے دودھ ستھرا، خوشگوار پینے والوں کے لئے۔ (النحل:٦٦)

جن جانوروں کا گوشت حلال ہے، ان کا دودھ بھی حلال ہے۔

حلال حرام کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

مکمل دین کون بتا رہا ہے؟

لوگو! اہلِ حدیث نے دین میں کمی بیشی نہیں کی۔ اہلِ حدیث نے نہ کوئی آیت چھپائی ہے نہ کوئی حدیث چھپائی۔ مکمل دین اہلِ حدیث کے علاوہ کوئی بھی نہیں بتاتا۔ آج میں آپ

کو وہ احادیث سنانا چاہتا ہوں جنھیں صرف اہلِ حدیث مانتا ہے اور کوئی بھی نہیں مانتا۔

جائیے اپنے اپنے مسلک کے علماء کے پاس انھیں پوچھیں، بتاؤ قرآن کے بعد سب سے صحیح کتاب کون سی ہے؟ احادیث کی تمام کتب میں صحیح احادیث ہمارے لئے لائق عمل ہیں، لیکن کتب احادیث میں سب سے اصح الکتاب صحیح بخاری ہے۔ پوری امت کا اتفاق ہے۔ اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری ہے، لیکن بدعتی مولوی صحیح بخاری کی احادیث کو نہیں مانتا۔ صحیح بخاری کا درس نہیں دے گا۔

صحیح بخاری شریف میں جب ایمان کی کمی بیشی کی حدیثیں آئیں گی تو یہ مولوی کیا جواب دے گا؟

پوری شریعت لوگوں کے سامنے اہلِ حدیث ہی بیان کرسکتا ہے اور کوئی بھی بیان نہیں کرسکتا۔ یہ شرف صرف اہلِ حدیث کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے۔

ہمارے اندر ہزار خامیاں ہوسکتی ہیں، لیکن ہم نے قرآن وسنت کی کوئی بات آپ سے چھپائی نہیں، کسی میں ردوبدل نہیں کیا۔

کوئی ایک صحیح مرفوع حدیث لائیے جسے اہلِ حدیث نہ مانتا ہو۔ اللہ کے فضل وکرم سے ایک حدیث بھی ایسی کوئی پیش نہیں کرسکتا۔

جبکہ دوسرے گروہ بے شمار حدیثیں تسلیم نہیں کرتے۔

صحیح بخاری میں حدیثیں موجود ہیں۔ صحیح مسلم میں حدیثیں موجود ہیں۔ سنن ترمذی، سنن ابی داود، سنن نسائی میں حدیثیں موجود ہیں، لیکن مولوی نے اپنی قوم سے چھپائی ہوئی ہیں۔ اس لئے تو مولوی بخاری کا درس نہیں دے گا۔ قرآن کا درس نہیں دے گا۔

فضائل اعمال کا درس دے گا۔ بہشتی زیور کا درس دے گا۔ کتابیں مخصوص کی ہوئی ہیں، درس دینے کے لئے۔ اپنے اپنے مسلک کے لئے مخصوص کتابیں رکھی ہوئی ہیں، صرف ان ہی کا درس دے گا۔

میں نے سرگودھا میں اپنی مسجد میں روزانہ درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔ کسی

صاحب نے میری قریب والی مسجد کے مولوی صاحب کو کہا: انھوں نے درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا ہے آپ بھی شروع کریں۔ مولوی صاحب کہنے لگے: ہم آئندہ سے درس قرآن شروع کریں گے۔

اس نے اعلان کر دیا عشاء کے بعد درس قرآن ہوا کرے گا۔

جب اس مولوی صاحب نے درس شروع کیا تو میں نے کہا: یہ مولوی صاحب ایک ہفتے سے زیادہ درس نہیں دے سکتے۔ ان شاءاللہ

اور واقعتاً ایسا ہوا کہ مولوی صاحب نے ہفتے کے بعد درس دینا چھوڑ دیا۔ بعض دفعہ منہ سے نکلی ہوئی بات پوری ہو جاتی ہے۔ مجھے ساتھی کہنے لگے: مولوی صاحب نے درس دینا چھوڑ دیا ہے۔ آپ کو کیسے پتہ تھا کہ اس نے ہفتے بعد درس چھوڑ دینا ہے، میں نے کہا: غیب کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، میں غیب نہیں جانتا۔ مجھے تو صرف ایک بات کا علم ہے سارا قرآن تو اس کے مذہب کے خلاف ہے۔ وہ قرآن کا درس کیسے دے سکتا ہے۔ میں نے کہا: جب وہ ﴿ مُفْلِحُوْنَ ﴾ تک پہنچے گا تو اس نے درس بند کر دینا ہے۔ آگے آیتیں اس کے خلاف آنی شروع ہو جاتی ہیں اور واقعتاً ایسا ہوا۔

سارا قرآن، ساری حدیثیں امت تک اہلِ حدیث کے علاوہ کوئی بھی نہیں پہنچا سکتا۔ یہ صرف اہلِ حدیث کا ہی خاصہ ہے۔

بہت سے مولوی اپنے پاس سے حدیثیں گھڑ کر بیان کرتے ہیں اور یہ رسول اللہ ﷺ پر سب سے بڑا بہتان ہے۔

اس ہال میں میرا چیلنج ہے، کوئی ایک آدمی ایک حدیث ایسی بتائے جس کی سند رسول اللہ ﷺ تک صحیح پہنچتی ہو اور اہلِ حدیث اسے نہ مانتا ہو۔

لیکن میں آج آپ کو ایسی احادیث سنانا چاہتا ہوں جنھیں اہلِ حدیث کے علاوہ کوئی بھی نہیں مانتا، کتابیں ان کے گھروں اور مدرسوں میں موجود ہیں، لیکن مانتے نہیں، مانتا اہلِ حدیث ہے۔

اہلِ حدیث اور محدثین

ایک آدمی مجھے کہنے لگا: اہلِ حدیث محدثین کو کہتے ہیں تم کوئی محدثین ہو۔ تمھارے گروہ ان پڑھ ہیں، جاہل ہیں۔ وہ بھی اہلِ حدیث کہلواتے ہیں، میں نے کہا: بالکل ٹھیک ہے۔ ہمارے گروہ میں کئی ان پڑھ ہوں گے، لیکن ہم اہلِ حدیث ہیں، کیونکہ ہم محدثین سے پیار کرتے ہیں۔ محدثین کے عقیدے کو صحیح سمجھتے ہیں۔ ہم امام بخاری رحمہ اللہ سے پیار کرتے ہیں۔ محبت کرتے ہیں، امام مسلم رحمہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ امام ترمذی، امام نسائی، امام ابوداود، امام ابن ماجہ رحمہم اللہ سے محبت کرتے ہیں، اس لیے ہم اہلِ حدیث ہیں:

أُحِبُّ الصَّالِحِينَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ
لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِي صَلَاحًا

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾

اور جو لوگ سابقون اولون ہیں، سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور نصرت کرنے والے اور جو اِن کے پیرو ہوئے نیکی کے ساتھ، اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے اور تیار کر رکھے ہیں واسطے ان کے باغات کہ بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں، رہا کریں گے انہی میں ہمیشہ، یہی ہے بڑی کامیابی۔ (التوبہ:۱۰۰)

صحابہ کی پیروی کرنے والوں کو بھی اللہ نے صحابہ کے انعام میں شامل کیا ہے۔

ہم اہلِ حدیث اس وجہ سے ہیں کہ ہم نبی پاک کی ہر (غیر منسوخ) حدیث کو قابلِ عمل مانتے ہیں۔ بغیر تاویل و تحریف کے قابلِ عمل مانتے ہیں۔ تم حدیث کو اس وقت تک نہیں مانتے جب تک تمھارا امام اجازت نہ دے، جس حدیث کو تمھارا امام کہے گا، اسے مانو گے جسے کہے گا نہ مانو اسے نہیں مانو گے۔؟!

[باقی آئندہ شمارے میں۔ ان شاء اللہ]

ابوعبداللہ شعیب محمد (سیالکوٹ)

تقویۃ الایمان کی ایک عبارت اور حقیقی گستاخ

شاہ اسماعیل دہلوی اپنی مشہور کتاب ''تقویۃ الایمان'' میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

''اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔'' (تقویۃ الایمان ص ۸ بحوالہ الحق المبین ،تصنیف: احمد سعید کاظمی بریلوی ص ۷۹)

شاہ اسماعیل دہلوی کی یہ عبارت دیکھنے کے لیے ملاحظہ کریں مزید بریلوی کتب: مناظرہ جھنگ (ص ۱۵۶)، عباراتِ اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ (حصہ اول، ص ۱۰۳۔ ۱۰۴) اور البریلویہ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ (ص ۳۲۹)

بریلوی اعتراض

بہت سے بریلوی علماء و اکابرین کی طرح احمد سعید کاظمی بریلوی کا کہنا ہے:

''ہر چھوٹی اور بڑی مخلوق کے معنی رسل کرام اور اولیاے عظام کا ہونا متعین ہو گیا ہے...اب انہیں بارگاہِ خدوندی میں معاذ اللہ چوہڑے چمار سے زیادہ ذلیل کہنا جس قسم کی شدید توہین ہے محتاجِ بیان نہیں۔'' (الحق المبین ص ۸۰، صراط مستقیم پبلیکیشنز لاہور)

اسی طرح غلام نصیر الدین سیالوی بریلوی نے تقویۃ الایمان کی عبارت پیش کرتے ہوئے کہا: ''اس عبارت کے عموم کے اندر تمام فرشتے بھی داخل ہیں کیونکہ وہ بھی مخلوق میں شامل ہیں۔'' (عبارت اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ، حصہ دوم ص ۳۹۳)

الجواب: تقویۃ الایمان کی اس عبارت میں شاہ صاحب نے ہرگز توہین یا گستاخی کا ارتکاب نہیں کیا، بلکہ جو لوگ چھوٹی یا بڑی مخلوق کے عمومی الفاظ کو انبیاء و اولیاء اور فرشتوں کے ساتھ خاص کرتے یا نسبت دیتے ہیں وہ گستاخی اور توہین کے مرتکب ہیں۔

عمومی الفاظ کو خاص کر کے توہین کا مفہوم اخذ کرنا سخت ناانصافی اور باطل و مردود ہے۔

شاہ صاحب نے انبیاء واولیاء وملائکہ کی نسبت ذلیل لفظ کی طرف نہیں کی بلکہ عمومی طور پر ہر چھوٹی بڑی مخلوق کو اللہ کی شان کے سامنے ذلیل قرار دیا ہے۔ عمومی طور پر تمام مخلوق کو ذلیل کہنا الگ بات ہے اور خاص انبیاء یا اولیاء کی طرف (نعوذ باللہ) ذِلت کو منسوب کرنا الگ بات ہے اور یہ اصول خود بریلوی علماء کو بھی تسلیم ہے۔

بریلویوں کا تسلیم شدہ اصول

چنانچہ بریلویوں کے مشہور مناظر وشیخ الحدیث علامہ اشرف سیالوی نے کہا:

''ایک ہے عمومی طور پر مخلوق کو ذلیل کہنا اور ہے ایک خاص طور پر کسی شخصیت کا نام لے کر اسے ذلیل کہنا تو عموم اور تخصیص کے اندر فرق واضح ہے۔''

(مناظرہ جھنگ ص ۱۶۸۔۱۶۹، دوسرا نسخہ ص ۱۷۲، اہل السنۃ پبلی کیشنز، دینہ ضلع جہلم)

انصاف شرط ہے کہ جب خود تسلیم ہے کہ عمومی طور پر مخلوق کو ذلیل کہنے میں اور خاص کسی شخصیت کو ذلیل کہنے میں فرق ہے تو پھر شاہ اسماعیل دہلوی کی عمومی عبارت کو انبیاء و اولیاء یا ملائکہ کی طرف خاص کر کے توہین اخذ کرنا صریح دھوکہ دہی اور فریب نہیں تو کیا ہے...؟

بریلوی علماء واکابرین، تقویۃ الایمان کی اس عمومی عبارت کو خاص کرتے ہوئے جس طرح ایک باطل مفہوم کے تحت گستاخانہ وتوہین آمیز باور کرواتے آئے ہیں اس طرز پر تو خود بریلوی علماء و اکابرین اپنی بہت سی باتوں اور عبارتوں کے سبب گستاخ قرار پاتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

۱) بریلویوں کے ''اعلیٰ حضرت'' احمد رضا خان بریلوی نے ایک آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا:

''بیشک تم اور جو کچھ اللہ کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہو''

(کنز الایمان، سورۃ الانبیاء آیت ۹۸)

اس آیت کے بریلوی ترجمہ سے صاف ظاہر ہے کہ کفار و مشرکین کے ساتھ ساتھ، جن جن کو وہ پوجتے اور عبادت کرتے ہیں وہ بھی جہنم کا ایندھن ہیں۔ یہ بات ثابت و مسلم ہے کہ عیسائیوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ مریم علیہا السلام کو پوجتے ہوئے اپنا معبود بنالیا جس پر خود قرآن گواہ ہے۔ (دیکھئے سورۃ المائدہ آیت ۱۱۶)

اب اگر اس آیت کے ترجمہ کا بھی ویسا ہی مفہوم مراد لیا جائے جیسا کہ بریلوی ''حضرات'' تقویۃ الایمان کی عبارت کا لیتے ہیں تو یہ کہنا پڑے گا کہ احمد رضا بریلوی نے اس آیت کے ترجمہ میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور سیدہ مریم علیہا السلام کی صریح توہین کی ہے کیونکہ اللہ کے سوا جن جن کو پوجا جاتا ہے ان میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ بھی شامل ہیں اور ان کو جہنم کا... (**نعوذ باللہ من ذالك**)

معلوم ہوا کہ عمومی الفاظ کو انبیاء و اولیاء کی جانب منسوب کرنا خود سب سے بڑی گمراہی اور ان معزز ہستیوں کی شدید توہین ہے۔

۲) احمد رضا خان بریلوی نے کہا:

''لوگ اللہ کے سوا جن جن کو پوجتے ہیں۔ وہ سب جھوٹے ہیں۔''

(ملفوظات، حصہ اول ص ۷۹، فرید بک سٹال لاہور)

خان صاحب بریلوی کا یہ اپنا ملفوظ بھی تقویۃ الایمان کی طرز پر گستاخی قرار پاتا ہے۔ لوگ جن جن کو پوجتے ہیں ان میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ مریم علیہا السلام بھی شامل ہیں۔ چنانچہ اس ملفوظ کا بریلوی علم الکلام میں مطلب یہ بنتا ہے کہ بریلوی ''اعلیٰ حضرت'' نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور سیدہ مریم علیہا السلام کو بھی جھوٹا قرار دے رکھا ہے۔ (**نعوذ باللہ**)

اور یہ ان کی شدید توہین اور گستاخی ہے۔

اگر احمد رضا خان بریلوی کے اس عمومی ملفوظ کو خاص کرتے ہوئے مندرجہ بالا گستاخانہ مفہوم نکالنا صحیح نہیں تو تقویۃ الایمان میں شاہ اسماعیل کی عبارت کے ساتھ یہ ظلم اور ناانصافی کیوں...؟

۳) احمد رضا خان بریلوی نے ایک شعر یوں کہا:

واہ کیا مرتبہ اے غوث بالا ہے تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

(حدائق بخشش، حصہ اول ص ۸، اکبر بک سیلرز لاہور)

اس شعر میں احمد رضا خان بریلوی نے شیخ عبدالقادر جیلانی کے مراتب کو بیان کرتے ہوئے ان کے قدم کو اونچے اونچوں کے سروں سے بھی اعلیٰ قرار دیا ہے۔

ہر چھوٹی بڑی مخلوق کے عمومی الفاظ میں انبیاء و اولیاء کو شامل کر کے گستاخی اور توہین باور کروایا جاتا ہے تو اس شعر میں تو بات ہی اونچے اونچوں کی ہے۔ ہر چھوٹی بڑی مخلوق میں انبیاء و اولیا شامل ہیں تو اونچے اونچوں کے الفاظ تو دلالت ہی اونچے مرتبوں والے انبیاء و اولیاء اور بالخصوص امام الانبیاء نبی ﷺ پر کرتے ہیں۔ کیا بریلوی منطق کے لحاظ سے یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ ''اونچے اونچوں کے معنی رسل کرام اور اولیائے عظام کا ہونا متعین ہو گیا ہے...اب شیخ عبدالقادر جیلانی کا قدم ان اونچے اونچوں کے سروں سے بھی اعلیٰ کہنا جس قسم کی شدید توہین ہے محتاجِ بیان نہیں۔''

انصاف سے فیصلہ کیجیے کہ جو باطل مفہوم تقویۃ الایمان کی عبارت کا بریلوی علماء و اکابرین پیش کرتے آئے ہیں کیا پھر یہ شعر گستاخی و توہین کے اعتبار سے زیادہ سنگین نہیں؟

۴) بریلویوں کے تسلیم شدہ ولی و بزرگ سلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء نے فرمایا:

''کسی کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک وہ ساری مخلوق کو اونٹ کی مینگنی جیسا (ہیچ) نہ سمجھے۔'' (فوائد الفواد، جلد سوم آٹھویں مجلس ص ۲۵۱، اکبر بک سیلرز لاہور)

جس طرح شاہ صاحب کی عبارت میں چھوٹی بڑی مخلوق کے عمومی الفاظ موجود ہیں اسی طرح اس ملفوظ میں ساری مخلوق کے عمومی الفاظ موجود ہیں جن میں انبیاء و اولیا بھی شامل ہیں۔ یہاں بریلوی غزالیوں کی طرز پر یہ کہنا کیوں درست نہیں کہ ''اس عبارت کے عموم

کے اندر تمام فرشتے بھی داخل ہیں کیونکہ وہ بھی مخلوق میں شامل ہیں۔'' اور اسی طرح ''ساری مخلوق کے معنی رسل کرام اور اولیائے عظام کو شامل ہونا متعین ہو گیا ہے...اب انہیں اونٹ کی مینگنی جیسا سمجھنا جس قسم کی شدید توہین ہے محتاجِ بیان نہیں۔''

اگر اس کے جواب میں یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ ''ایک ہے عمومی طور پر مخلوق کو ذلیل کہنا اور ہے ایک خاص طور پر کسی شخصیت کا نام لے کر اسے ذلیل کہنا تو عموم اور تخصیص کے اندر فرق واضح ہے۔'' تو پھر آج تک بریلوی علماء واکابرین تقویۃ الایمان کی عمومی عبارت کو انبیاء واولیاء کی طرف منسوب کر کے کیوں گستاخانہ اور توہین آمیز مطلب پہناتے رہے ہیں؟ کیا بریلوی علماء واکابرین کے اس طرزِ عمل کی روشنی میں سب سے پہلے خود احمد رضا خان بریلوی اور دوسرے تسلیم شدہ بریلوی بزرگ گستاخ قرار نہیں پاتے؟

۵) شیخ عبدالقادر جیلانی کا ایک قول نقل کرتے ہوئے احمد رضا خان بریلوی نے لکھا:

''قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ (میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ت)''

(فتاویٰ رضویہ ج۲۸ص ۳۶۳)

تقویۃ الایمان کی عبارت میں تو ''ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا'' کے عمومی الفاظ موجود ہیں جبکہ احمد رضا بریلوی کے تسلیم شدہ اس قول میں ''ہر ولی اللہ'' کے الفاظ ہیں۔ ''ہر ولی اللہ'' کے الفاظ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین عظام رحمہم اللہ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی شامل ہیں کیونکہ تمام انبیاء نبوت کے ساتھ ساتھ بالا ولیٰ ولایت سے بھی سرفراز ہوتے ہیں بلکہ بریلویوں کے ہاں تو انبیاء کی ولایت ان کی نبوت سے بھی افضل مانی جاتی ہے۔

چنانچہ احمد رضا خان بریلوی نے کہا: ''نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے...''

(ملفوظات، حصہ سوم ص۲۹۳، فرید بک سٹال لاہور)

تنبیہ: شیخ احمد سرہندی المعروف ''مجدد الف ثانی'' کے نزدیک نبی کی ولایت کو اس کی نبوت سے افضل ماننے کا نظریہ بیہودہ ہے اور ایسا نظریہ رکھنے والا نبوت کے کمالات سے جاہل ہے۔

(دیکھئے مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۹۵، ۲۵۱ [اردو ترجمہ ص ۴۷، ۲۷۴، ۵۰۳ شبیر برادرز لاہور])

ایک اور جگہ بریلویوں کے ''اعلیٰ حضرت'' نے لکھا: ''اولیاء کا اطلاق... ہر محبوب خدا، تو انبیاء بلکہ ملائکہ کو بھی شامل'' (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۸۱۰)

جب یہ تسلیم ہے کہ اولیاء کا اطلاق ہر محبوب خدا، انبیاء بلکہ ملائکہ پر بھی ہوتا ہے تو پھر یہ قول کہ ''میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے'' بریلوی اصول پر کیوں گستاخی وتوہین نہیں؟ ''ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا'' کے عمومی الفاظ میں بڑی مخلوق کو صراحت بتانا، پھر گستاخی گستاخی کا شور مچانا اور ''ہر ولی اللہ'' کے صریح الفاظ میں بلا دلیل مستثنیات ماننا، انتہا درجے کی ناانصافی اور ظلم نہیں تو کیا ہے؟ اپنی اس دوغلی پالیسی سے توبہ اور رجوع کرنے کی بجائے ڈھٹائی سے باطل تاویلات پر ڈٹے رہنا، دوسروں کی بجائے خود کو ہی دھوکہ دینا ہے۔

مزید عرض ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی طرف منسوب اس قول کی وضاحت وتاویل میں احمد رضا خان بریلوی نے لکھا:

''اس لفظ (اولیاء) کا تیسرا اطلاق اخص اور ہے جس میں صحابہ بلکہ تابعین کو بھی شامل نہیں رکھتے کہ وہ اسمائے خاصہ سے ممتاز ہیں...'' (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۸۱۱)

گویا احمد رضا خان بریلوی کے نزدیک شیخ عبدالقادر جیلانی کے قول ''میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے'' میں صحابہ وتابعین اس لیے شامل نہیں کہ یہ شخصیات صحابہ وتابعین کے خاص ناموں سے ممتاز ہیں۔ اس رضا خانی اصول پر تو تقویۃ الایمان کی عبارت بالا اولیٰ گستاخی وتوہین سے مبرا قرار پاتی ہے کیونکہ جب ہر ولی کے اطلاق میں صحابہ وتابعین شامل نہ سمجھے گئے کہ یہ شخصیات الگ خاص ناموں سے ممتاز ہیں تو ہر بڑی مخلوق کے اطلاق میں بھی انبیاء واولیاء وملائکہ شامل نہیں کہ یہ الگ خاص ناموں سے ممتاز ہیں۔ والحمدللہ

فائدہ: شیخ عبدالقادر جیلانی کے قدم سے متعلق بریلوی علماء واکابرین نے کیسے کیسے کفریہ وگستاخانہ عقائد گھڑ رکھے ہیں، اس پر ایک ضمنی حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

قرآن پاک (سورۃ القلم آیت ۴۲) میں کشف ساق کا ذکر ہے، جس کی تشریح حدیث

میں یوں آئی ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی کھولے گا (جس طرح اس کی شان کے لائق ہے) تو ہر مومن مرد وعورت اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں گے...

(صحیح بخاری، تفسیر سورۃ ن والقلم: ۴۹۱۹)

اس کے مقابلے میں ابوکلیم صدیق فانی بریلوی اپنے ''اعلیٰ حضرت'' کے ایک شعر کا مفہوم ان کی زبانی یوں بیان کرتے ہیں: ''امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اے غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ قیامت کے دن آپ کے قدم پاک کی تجلی کو دیکھ کر بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ تجلی الٰہی ہے سجدے میں گر پڑے اور دہشت زدہ ہو گئے حالانکہ یہ تجلی الٰہی نہ تھی بلکہ قدم غوث الثقلین (یعنی شیخ عبدالقادر جیلانی کے قدم) کے نور کا کرشمہ تھا۔'' (آئینہ اہلسنت ص ۳۰۱، اویسی بک سٹال گوجرانوالہ)

نعوذ باللّٰہ من ذالك.

یہ کتاب 'آئینہ اہلسنت' مشہور ومعروف بریلوی عالم ڈاکٹر مفتی اشرف آصف جلالی کے ''حسب الارشاد'' لکھی گئی ہے۔

ایسے گندے اور گھٹیا، صریح کفریہ و گستاخانہ عقائد ونظریات رکھنے والے لوگ کس منہ سے عمومی عبارات کو بنیاد بنا کر دوسروں کو گستاخ قرار دیتے ہیں۔

نتیجہ وحاصل

اس ساری بحث و دلائل سے یہ بات بالکل واضح اور روشن ہے کہ عمومی الفاظ کو خصوصی معنی دے کر توہین و گستاخی کا مفہوم اخذ کرنا انتہائی مذموم اور باطل ہے بلکہ سوائے لوگوں کو دھوکہ دینے اور ان کے دینی جذبات سے کھیلنے کے سوا کچھ بھی نہیں۔

مگر یہ بات طے شدہ اور مسلم ہے کہ اگر انبیاء کا نام لے کر یا خاص ان کی طرف ذِلت کو منسوب کیا جائے تو یہ یقیناً ان کی شدید گستاخی اور توہین ہے۔ اب اس طے شدہ اور تسلیم شدہ بات کو مدِنظر رکھتے ہوئے خود فیصلہ کیجیے کہ حقیقی گستاخ کون ہے...؟

حقیقی گستاخ کون...؟

۱) احمد رضا خان بریلوی نے نبی کریم ﷺ کی شان میں کہا:

''کثرتِ بعد قلت پہ اکثر دُرُود عزتِ بعد ذلت پہ لاکھوں سلام''

(حدائق بخشش، حصہ دوم ص ۳۶، اکبر بک سیلرز لاہور)

اس شعر میں بریلوں کے ''اعلیٰ حضرت'' نے شدید گستاخی اور توہین کا ارتکاب کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی جانب ذِلت کو منسوب کیا ہے کہ جس طرح آپ ﷺ کو قلت کے بعد کثرت حاصل ہوئی اسی طرح عزت بھی ذِلت کے بعد ملی۔ (نعوذ باللّٰه من ذالك)

دوسروں کی عمومی عبارات کو گستاخی باور کروانے والے، دیکھئے! کس دیدہ دلیری سے امام الانبیاء ﷺ کی توہین کر رہے ہیں۔

۱۔ بریلویوں کے پیر نصیر الدین نصیؔر گولڑوی نے اس شعر کے متعلق لکھا:

''فاضل بریلویؒ جو میرے خیال میں آپ سے زیادہ فاضل اور عالم باعمل اور ناموسِ مصطفیٰ و اولیاء کے محافظ تھے، اس محولہ بالا شعر میں کس عزت اور ذلت کا ذکر فرما رہے ہیں۔ کیا ان کو شانِ رسالت کا علم نہ تھا کہ انہوں نے ذلت کی نسبت آپ (ﷺ) کی ذاتِ عالیہ کی طرف کردی...'' (لطمۃ الغیب ص ۴۲)

رضا خانی مناظر حنیف قریشی کے معاون مناظر امتیاز حسین کاظمی نے لکھا ہے:

''چراغ گولڑہ حضرت قبلہ پیر سید نصیر الدین نصیر شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ''

(روئیداد مناظرۂ راولپنڈی، گستاخ کون؟ ص ۴۳)

مشہور بریلوی محقق و عالم عبدالحکیم شرف قادری لکھتے ہیں:

''حضرت اعلیٰ پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پر پوتے اور حضرت بابو جی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پوتے، فاضل جلیل بقول حافظ مظہر الدین ''رُومی و جامی کی صدائے بازگشت'' صاحبزادہ نصیر الدین نصیر گیلانی مدظلہ'' (نور نور چہرے، تذکرۂ ابرارِ ملت ص ۲۵۳، مکتبہ قادریہ لاہور)

عبدالحکیم شرف قادری نے مزید ان کے بارے میں لکھا: ''حقیقت یہ ہے کہ صاحبزادہ صاحب کی استقامت نے قرونِ اولیٰ کے متدین اور متصلب علماء کرام کی یاد تازہ کر دی ہے۔'' (نورنور چہرے، تذکرۂ ابرارِ ملت ص ۲۵۶)

بریلویوں کے اس انتہائی متصلب و معتبر عالم ''حضرت قبلہ پیر سید نصیر الدین نصیر شاہ صاحب گولڑوی'' کی گواہی اپنے ہی فاضلِ بریلوی کے بارے میں یہ ہے کہ انہوں نے ذِلت کی نسبت نبی ﷺ کی جانب کی ہے۔

۲۔ اسی طرح ایک اور بریلوی محقق العصر مفتی محمد خان قادری نے لکھا:

''حبیب خدا، وجہ تخلیق کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور...ایک سچے عاشق رسول نے اپنے سلامِ نیاز میں اس جامع صفات ہستی کے جن چند اوصاف ومحاسن کا تذکرہ کیا ہے...جیسے

مصطفیٰ، جانِ رحمت، شمع بزمِ ہدایت...انتہائے دوئی، ابتدائے یکی، جمع تفریق و کثرت،...**عزت بعد ذلت**، رب اعلیٰ کی نعمت، حق تعالیٰ کی منت...''

(شرح سلام رضا ص ۳۔۴)

اس گواہی سے بھی بالکل واضح اور روشن ہے کہ احمد رضا خان بریلوی نے نبی ﷺ کی ذات مبارکہ کے ہی اوصاف ومحاسن بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ کی جانب ہی ''عزت بعد ذلت'' کو منسوب کیا ہے اور یوں صریح گستاخی اور توہین کا ارتکاب کرتے ہوئے نبی ﷺ کے لئے (نعوذ باللہ) ذِلت کو ثابت کرنا چاہا ہے جو کہ آپ ﷺ کی شان میں شدید توہین اور گستاخی ہے۔ اگر کوئی بریلوی اس شعر کے خلافِ حقیقت مفاہیم یا متضاد آراء پیش کرتا ہے تو وہ صرف دھوکہ وفریب ہے اور مزید اس بات کا ثبوت ہے کہ بریلوی ''حضرات'' اپنے بڑوں کے صریح گستاخانہ وتوہین آمیز نظریات پر پردہ ڈالنے کے لیے دوغلے اور منافقانہ طرزِ عمل کا شکار ہیں۔

۲) بریلویوں کے ''حضرت قبلہ پیر سید نصیر الدین نصیر شاہ صاحب گولڑوی'' نے اپنے

علامہ وفاضل بریلوی کے اسی شعر کو بنیاد بناتے ہوئے خود بھی لکھا:

''اے میرے آقا ومولیٰ ! آپ کی اس عزت پر لاکھوں سلام جو مکی دور کی تیرہ سالہ ذلت کے بعد آپ کو عطا کی گئی۔'' (لطمۃ الغیب ص ۴۲)

دیکھئے کس قدر بے ادبی اور بے حیائی کے ساتھ بریلویوں کے چھوٹے بڑے نبی مکرم ﷺ کی جانب ذِلت کو منسوب کرتے چلے جا رہے ہیں اور اس سب کے باوجود توہین اور گستاخی کے فتوے صرف دوسروں کے لئے ہیں۔

۳) بریلویوں کے سلطان العارفین برہان الواصلین سلطان باہو نے کہا: ''جبکہ آدم علیہ السلام کی ذلت شہوت کی وجہ سے تھی۔'' (اسرارِ قادری ص ۶۰، شبیر برادرز لاہور)

سلطان باہو کی یہ کتاب (اردو ترجمہ) دربارِ سلطان باہو کے سجادہ نشین کی اجازت سے شائع شدہ ہے۔

ملاحظہ فرمائیں عمومی عبارات سے گستاخی اخذ کرنے والوں کے بڑے کیسی کیسی صریح گستاخیوں کے مرتکب ہیں کہ تمام انبیاء واولیا اور تمام انسانوں کے جدِ امجد، سب سے پہلے نبی سیدنا آدم علیہ السلام کو ذِلت میں مبتلا قرار دیا جا رہا ہے۔ **(نعوذ باللہ)**

نیز ذِلت کے ساتھ ساتھ شہوت کو بھی سیدنا آدم علیہ السلام سے منسوب کر دیا۔

شہوت کے متعلق مشہور ومعروف صوفی بزرگ علی ہجویری کا یہ بیان ملاحظہ فرمائیں:

''لیکن جو شہوت اور لوگوں میں عزت ومنزلت کا خواہشمند ہے وہ حرص وطمع اور خواہشات کے چکروں میں پھنسا ہوا ہے۔ وہ لوگوں کے لیے فتنہ ہے...''

(کشف المحجوب اردو ص ۲۵۰، اکبر بک سیلرز لاہور)

کس قدر سنگین گستاخی وتوہین ہے کہ اس شہوت کے گندے اور ذِلت والے مفہوم اور اس کی بد خصوصیات کو انبیاء کی جانب منسوب کیا جائے۔ مندرجہ بالا عبارت میں اس شہوت کی بد اور گندی خاصیت ''حرص'' کو بھی قرار دیا گیا ہے اور سلطان باہو نے جس طرح ''شہوت'' کو سیدنا آدم علیہ السلام کی جانب منسوب کر رکھا ہے اسی طرح اس ''حرص'' کے

انتہائی غلیظ مفہوم کو بھی سیدنا آدم علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہوئے ہوئے شدید توہین و گستاخی کا ارتکاب کر رکھا ہے۔

چنانچہ بریلویوں کے اسی سلطان العارفین سلطان باہو نے لکھا:

''جس دل پر اللہ کی رحمت نہ ہو وہ دل گمراہ ہو کر سیاہ ہو جاتا ہے۔ وہ حسد حرص کبر سے بھر جاتا ہے۔ چنانچہ حسد کی وجہ سے قابیل نے (اپنے بھائی) ہابیل کو قتل کر ڈالا اور حرص نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکلوا دیا (کہ شجر ممنوعہ کو چھولیا) اور کبر نے ابلیس کو لعنت کے مقام پر پہنچا دیا۔'' (عین الفقرص ۱۷۱شبیر برادرز لاہور) **نعوذ باللہ من ذالک.**

سلطان باہو کی یہ کتاب (اردو ترجمہ) دربارِ سلطان باہو کے سجادہ نشین کی زیر سر پرستی شائع شدہ ہے۔

اس پوری عبارت میں جس قدر شدید توہین آمیز انداز میں سیدنا آدم علیہ السلام کی کھلم کھلی گستاخی کی گئی ہے وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ اپنے لفظوں میں بھی بیان کی جا سکے۔ صرف ابطالِ باطل کے پیشِ نظر ان اصلی گستاخوں کی حقیقت دکھانی مقصود ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام کی جانب اس حرص کو منسوب کیا جا رہا ہے کہ جو اللہ کی رحمت سے دوری کے سبب دل کے گمراہ اور سیاہ ہو جانے کے باعث پیدا ہوتی ہے۔ **استغفر اللہ ثم استغفر اللہ**

دوسروں کی عمومی عبارات پر گستاخی گستاخی، توہین توہین کا شور مچا کر آسمان سر پہ اٹھا لینے والوں کو، اپنے بڑوں کی صریح گستاخانہ اور توہین آمیز باتوں پر سانپ سونگھ جاتا ہے۔ مجال ہے کہ ایک لفظ بھی ایسی صریح گستاخیوں کی مذمت میں منہ سے نکلے، بلکہ الٹا ان گستاخیوں کا من گھڑت تاویلات سے دفاع کیا جاتا ہے۔

اللہ ہمیں حق اور انصاف پر قائم رہتے ہوئے فیصلہ کرنے اور کتاب وسنت کے فہم سلف صالحین کے مطابق اپنا منہج بنانے کی توفیق دے اور ایسے تمام عناصر سے دور رکھے جو دن رات لوگوں کو قرآن وسنت کے واضح منہج سے دور رکھنے اور اپنے گستاخانہ کفریہ اور شرکیہ عقائد پر پردہ ڈالنے کے لئے سرگرمِ عمل ہیں۔ (آمین)

سورۃ الاخلاص

(تفسیر و فوائد)

حافظ محمد مزمل (اوکاڑہ)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ ﴾ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

مفردات (مشکل الفاظ):

اَلصَّمَدُ: ایسی ذات جو خود کسی کی محتاج نہ ہو مگر دوسری سب مخلوق اس کی محتاج ہو۔

كُفُوًا: ہم پایہ، ہم پلہ یعنی مرتبہ و منزلت میں ایک دوسرے کے برابر ہونا۔

سورۂ اخلاص کی فضیلت و عظمت

۱) ایک مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنے کا ثواب:

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ فِي لَيْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْآنِ؟)) قَالُوْا : وَ كَيْفَ يَقْرَأُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ ؟ قَالَ :((﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ .))

کیا تمھارے لئے ممکن نہیں کہ روزانہ رات کے وقت ایک تہائی قرآن پڑھ لیا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کوئی تہائی قرآن کیسے پڑھ سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سورۂ اخلاص ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ (پڑھ لیا کرو) یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، فضائل القرآن باب فضل قراۃ ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ ح ۸۱۱، ترقیم دارالسلام: ۱۸۸۶)

۲) سورۂ اخلاص کی تلاوت کرنے والوں سے عرش والا محبت کرتا ہے:

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی قیادت میں لشکر بھیجا، وہ صحابی جب بھی نماز پڑھاتے تو اپنی قراءت کا اختتام سورۂ اخلاص پر کرتے۔ جب لشکر واپس آیا تو لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((سَلُوْهُ، لِأَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ ؟)) یعنی اس سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتا رہا؟ لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے جواب دیا: یہ سورت رحمٰن کی (یعنی اللہ کی) صفت بیان کرتی ہے، لہٰذا میں اسے پڑھنا پسند کرتا ہوں، (یہ بات سن کر) نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((أَخْبِرُوْهُ أَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهُ .)) یعنی اسے اس بات سے آگاہ کر دو کہ عرش والا اس سے محبت کرتا ہے۔ (صحیح مسلم: ۸۱۳، دارالسلام: ۱۸۹۰)

۳) سورۂ اخلاص سے محبت کرنے والے اور اس کی کثرت سے تلاوت کرنے والے کے لئے عظیم خوشخبری:

۱: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ پڑھتے ہوئے سنا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((وَجَبَتْ .)) قُلْتُ وَ مَا وَجَبَتْ ؟ قَالَ: ((اَلْجَنَّةُ .)) واجب ہوگئی (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے کہا: کیا چیز واجب ہوگئی؟ تو جواب میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت واجب ہوگئی ہے۔ (سنن ترمذی: ۲۸۹۷ وقال: ''حسن صحیح غریب'')

۲: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی مسجد قباء میں لوگوں کی امامت کرواتا تھا وہ جب بھی نماز میں کسی سورت کی تلاوت کرتا تو پہلے ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ پڑھتا، اس کے بعد کوئی دوسری سورت تلاوت کرتا۔ ہر رکعت میں وہ ایسا ہی کرتا۔ لوگوں نے اسے کہا کہ تم پہلے سورۂ اخلاص پڑھتے ہو، پھر یہ سمجھتے ہو کہ یہ سورت نماز کے لئے کافی نہیں اور کوئی دوسری سورت بعد میں پڑھتے ہو۔ تمھیں چاہئے کہ یا تو سورۂ اخلاص ہی پڑھو یا پھر اسے چھوڑ کر کوئی دوسری سورت پڑھ لیا کرو۔ اس نے کہا: میں سورۂ اخلاص کو نہیں چھوڑ سکتا، اگر تم پسند کرتے ہو تو میں تمھاری امامت کراتا ہوں، اگر پسند نہیں کرتے تو میں چھوڑ دیتا ہوں؟

لوگ اس کو اپنے درمیان سب سے زیادہ متقی سمجھتے تھے، لہٰذا انھوں نے کسی دوسرے کو امام بنانا پسند نہ کیا۔ جب لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاظر ہوئے تو انھوں نے نبی ﷺ کو سارا واقعہ بتلایا۔ آپ ﷺ نے اس شخص سے دریافت فرمایا:

((يَا فُلَانُ! مَا يَمْنَعُكَ مِمَّا يَأْمُرُبِهِ أَصْحَابُكَ ؟ وَ مَا يَحْمِلُكَ أَنْ تَقْرَأَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ؟)) اے فلاں آدمی! تو نے اپنے ساتھیوں کی بات کیوں نہیں مانی اور ہر رکعت میں سورۂ اخلاص کی تلاوت پر آپ کو کس چیز نے ابھارا ہے۔ (فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي أُحِبُّهَا) کہنے لگا: اے اللہ کے نبی ﷺ میں اس سورت سے محبت کرتا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ حُبَّهَا أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ .)) اس کی محبت تمھیں جنت میں لے جائے گی۔ (سنن ترمذی:۲۹۰۱ وقال: حسن غریب)

تنبیہ: مذکورہ حدیث سے یہ مسئلہ بھی واضح ہوتا ہے کہ نماز میں سورتوں کی بالترتیب تلاوت کرنا واجب اور ضروری نہیں۔

۴) سورۂ اخلاص کے متعلق مختلف احادیث مبارکہ:

ا: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے، آپ ﷺ فرمارہے تھے: ((يُوْشِكُ النَّاسَ يَتَسَاءَلُوْنَ بَيْنَهُمْ حَتّٰى يَقُوْلَ قَائِلُهُمْ: هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهُ عزوجل؟ فَإِذَا قَالُوْا ذٰلِكَ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُ أَحَدٌ اَلصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَ لَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ، ثُمَّ لِيَتْفُلْ اَحَدُكُمْ عَنْ يَّسَارِهٖ ثَلَاثًا وَ لِيَسْتَعِذْ مِنَ الشَّيْطَانِ .)) ایک وقت آئے گا لوگ ایک دوسرے سے سوال کریں گے حتیٰ کہ ایک کہنے والا کہے گا یہ بتاؤ کہ مخلوق کو تو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ (نبی ﷺ نے فرمایا:) جب لوگ ایسی بات کریں تو تم انھیں کہو ''اَللّٰهُ الصَّمَدُ (لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَ لَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ)'' اللہ تعالیٰ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔ پھر تین مرتبہ بائیں طرف تھوک کر شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔

(السنن الکبریٰ للنسائی: ۱۰۴۹۷ واللفظ لہ وسندہ حسن، عمل الیوم واللیلۃ: ۶۶۱، سنن ابی داود: ۷۲۲ مختصراً)

۲: سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کا طواف کرنے کے بعد دو رکعت نماز ادا کی، ایک رکعت میں ﴿ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ﴾ اور دوسری رکعت میں ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ تلاوت فرمائی۔ (مسند ابی عوانہ ۲/ ۳۵۶ وھو حسن بالشواہد)

۳: سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ دوسری رکعت میں سورۂ کافرون اور تیسری رکعت میں سورۂ اخلاص تلاوت فرماتے...

(سنن نسائی: ۱۷۳۲، ترقیم التعلیقات السّلفیہ بنحو المعنیٰ)

۴: ام المومنین، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فجر کی نماز سے پہلے کی دو رکعتوں میں پڑھی جانے والی بہترین سورتیں ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ اور ﴿ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ﴾ ہیں۔ (صحیح ابن خزیمہ: ۱۱۱۴)

عبداللہ بن سبا یہودی پر امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی لعنت

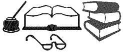
امام ابوعبداللہ (جعفر بن محمد الصادق) رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: عبداللہ بن سبا پر اللہ لعنت کرے اُس نے امیر المومنین (علی رضی اللہ عنہ) کے بارے میں ربوبیت (رب ہونے) کا دعویٰ کیا، اللہ کی قسم! امیر المومنین (رضی اللہ عنہ) تو اللہ کے اطاعت شعار بندے تھے، تباہی ہے اس کے لئے جو ہم پر جھوٹ بولتا ہے، بے شک ایک قوم ہمارے بارے میں ایسی باتیں کرے گی جو ہم اپنے بارے میں نہیں کرتے، ہم ان سے بری ہیں ہم ان سے بری ہیں۔ (رجال کشی ص ۱۰۷، روایت نمبر ۱۷۲)

اس روایت کی سند شیعہ اسماء الرجال کی رُو سے صحیح ہے۔ محمد بن قولویہ القمی، سعد بن عبداللہ بن ابی خلف القمی، یعقوب بن یزید، محمد بن عیسیٰ بن عبید، علی بن مہزیار، فضالہ بن ایوب الازدی اور ابان بن عثمان یہ سب راوی شیعوں کے نزدیک ثقہ ہیں۔

دیکھئے مامقانی کی تنقیح المقال (جلد اول)

مولانا محمد ارشد کمال

ماہِ محرم کے متعلق غلط نظریات اور ان کا جائزہ



۱) لوگوں میں عام طور پر یہ بات مشہور ہے کہ محرم اور بالخصوص یوم عاشوراء کی فضیلت کا باعث سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں کیونکہ:

۱: اس مہینے کی فضیلت کا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے کوئی تعلق نہیں، اس لئے کہ دینِ اسلام تو آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت سے تقریباً نصف صدی پہلے ہی مکمل ہو چکا تھا۔

۲: کتاب وسنت سے بھی ایسا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ شہادتِ حسین ہی محرم یا عاشورہ کی فضیلت کا باعث ہے۔

۳: افسوس کہ ایک طرف تو شہادتِ حسین کو محرم کی فضیلت کا باعث گردانا جاتا ہے، جبکہ دوسری طرف یہی لوگ اس ماہِ مقدس ومحترم کو منحوس قرار دیتے ہیں۔!

۴: اگر شہادت کسی مہینے یا دن کی فضیلت کا باعث ہے تو دیگر اصحابِ رسول (رضی اللہ عنہم) کی جن مہینوں اور دنوں میں شہادتیں ہوئیں، ان کے متعلق کیا خیال ہے؟

۲) بعض لوگ محرم کو سوگ کا مہینہ قرار دیتے ہیں، اسی لئے وہ اس میں شادی یا کوئی اور خوشی کا کام کرنا بڑا گناہ سمجھتے ہیں۔ اسی طرح یہ لوگ زیب وزینت اور عمدہ لباس ترک کر کے غم کا اظہار کرتے ہیں۔ اس ماہ کے پہلے عشرے میں ننگے پاؤں، ننگے سر اور ننگے بدن رہنے کو معمول بنا لیتے ہیں اور بعض لوگ چارپائیاں وغیرہ الٹ دیتے ہیں حالانکہ اگر واقعی محرم سوگ کا مہینا ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ

۱: اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ان باتوں سے مطلع کیوں نہ کیا؟

۲: صحابہ کرام، تابعین عظام یا دیگر سلف صالحین نے ہمیں اس کی خبر کیوں نہ دی؟

۳: اگر شہادت مستقل کسی مہینے یا دن کے سوگ کا باعث ہے تو دیگر اصحابِ رسول کی جن ماہ وایام میں شہادتیں ہوئیں، ان کے متعلق کیا خیال ہے؟

۴: یہ بھی یاد رہے کہ شریعت محمدی میں سوگ کا تعلق صرف عورتوں سے ہے، نہ کہ مردوں سے اور پھر یہ سوگ بھی تین دن سے زیادہ منانا جائز نہیں سوائے اس عورت کے، جس کا خاوند فوت ہو جائے اور وہ بھی صرف چار ماہ دس دن تک سوگ منائے۔ (صحیح بخاری:۵۳۳۴)

سوگ کا مطلب ہے کہ عورت (وفات شدہ کی بیوی) نہ سرمہ لگائے، نہ خوشبو لگائے اور نہ کنگھی کرے، نہ رنگین کپڑے پہنے، نہ خضاب لگائے، نہ مہندی اور نہ زیور وغیرہ استعمال کرے۔ (صحیح بخاری:۵۳۴۱، سنن ابی داود:۲۳۰۲، ۲۳۰، سنن نسائی:۳۵۳۴)

۵: اگرچہ سوگ کا تعلق صرف عورتوں (بیویوں) سے ہے مگر اب تو کسی عورت کے لئے بھی جائز نہیں کہ وہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ یا آپ کے ساتھیوں کا سوگ منائے کیونکہ ان نفوسِ قدسیہ کو شہید ہوئے تو صدیاں بیت چکی ہیں لہٰذا سوگ چہ معنی دارد؟ اور پھر صرف ہر سال محرم ہی میں کیوں؟

۳) **نو بیاہتا عورت کا محرم کا چاند میکہ میں دیکھنا:** کہا جاتا ہے کہ نو بیاہتا دلہن کا سسرال میں محرم کا چاند دیکھنا سسرال والوں کے لئے بھاری ہوتا ہے اس لئے اکثر نو بیاہتا عورتیں محرم کا چاند اپنے میکے جا کر دیکھتی ہیں اور عاشورہ سے پہلے سسرال واپس نہیں لائی جاتیں، ان لوگوں کے نزدیک یہ بھی سسرال پر بھاری پڑتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ازواج مطہرات نے بھی اپنی اپنی شادیوں کے بعد پہلا محرم اپنے اپنے میکوں میں گزارا تھا؟ تمام کتب حدیث اور تاریخی روایات اس سوال کا جواب نفی میں دیتی ہیں، ازواج مطہرات نے ہرگز ایسی کوئی رسم نہیں اپنائی تھی اور نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اس قسم کا کوئی حکم دیا تھا لہٰذا مسلمان بھائیوں بہنوں کو ایسی جاہلانہ باتیں ترک کر دینی چاہئیں اور اسی میں عافیت ہے۔

بدعاتِ محرم: ماہِ محرم اور خصوصاً یوم عاشوراء کے متعلق عوام الناس میں بے شمار رسوم و بدعات نے جنم لے رکھا ہے۔ جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

قبرستان جانا: ماہِ محرم، خصوصاً نویں اور دسویں محرم کو مرد و خواتین، بچے بوڑھے سبھی قبرستان کا رخ کرتے ہیں۔ قبروں پر مٹی ڈالتے ہیں، ان کی لیپا پوتی کرتے ہیں، وہاں

فوت شدگان کو پارے پڑھ پڑھ کر بخشتے ہیں۔ اسی طرح قبروں پر دال، چاول اور چینی وغیرہ پھینکتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب چیزیں بدعات وخرافات کے زمرے میں آتی ہیں۔ نہ اللہ تعالیٰ نے ان کا حکم دیا ہے، نہ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اجازت دی ہے اور نہ یہ کام صحابہ کرام میں سے کسی نے کئے ہیں۔

نصیحت اور آخرت کی یاد کی خاطر قبرستان جانا کوئی معیوب بات نہیں بلکہ مستحب اور مسنون ہے مگر ہمارے ہاں تو نو اور دس محرم کو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے قبرستان میں مینا بازار لگا ہو۔ کیا صحابہ وصحابیات بھی ایسا کیا کرتے تھے؟

اگر قبر پر کوئی شگاف وغیرہ پڑ جائے یا وہ سطح زمین سے نیچے ہو جائے تو ایسی حالت میں محرم ہو یا غیر محرم مٹی ڈالنا جائز ہے لیکن مخصوص محرم کے مہینے میں اور پھر بلا وجہ مٹی ڈالنا بھلا کیسے مستحسن ہوسکتا ہے؟!

اور پھر یہیں پر بس نہیں بلکہ ان تمام کاموں سے فراغت کے بعد شیرینی وغیرہ بانٹی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اگر شیرینی نہ بانٹی تو صاحبِ قبر پر بوجھ رہے گا، اس کی روح ناخوش ہوگی اور کوئی نقصان کر جائے گی۔ العیاذ باللہ

غیر اللہ کی نذر و نیاز: ماہِ محرم میں ہونے والی بدعات وخرافات میں سے ایک سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر شہدائے کربلا کے نام پر دی جانے والی نذر و نیاز بھی ہے جس کی کئی صورتیں ہیں، مثلاً:

۱: سیدنا حسین رضی اللہ عنہ و دیگر شہدائے کربلا کے نام پر شربت اور دودھ کی سبیلیں لگائی جاتی ہیں۔

۲: قسم قسم کے کھانے پکا کر تقسیم کئے جاتے ہیں۔

۳: سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر آبخورے اور مٹی کی چھوٹی چھوٹی پیالیاں، پلیٹیں (کچیاں ٹھوٹھیاں)، شربت، میٹھے چاول، کھیر یا حلوے وغیرہ سے بھر کر بانٹے جاتے ہیں۔

حالانکہ یہ تمام امور ناجائز اور حرام ہیں کتاب وسنت میں ان کی کوئی سند نہیں ملتی، بلکہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾

بے شک تم پر مردار، (بہا ہوا) خون، سور کا گوشت اور ہر وہ چیز (جانور) جس پر (ذبح کے وقت) اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارا گیا ہو، حرام ہے۔ پس جو مجبور ہو جائے اور وہ حد سے بڑھنے والا، زیادتی کرنے والا نہ ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں، بے شک اللہ بڑا بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ (البقرۃ:۱۷۳)

اسی طرح ارشاد فرمایا: ﴿ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾

آپ فرما دیجئے کہ بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا رب ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں۔ (الانعام:۱۶۲۔۱۶۳)

رسول اللہ ﷺ اپنی نمازوں میں پڑھتے: ((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ .)) میری قولی، فعلی اور مالی تمام عبادات اللہ ہی کے لئے ہیں۔ (صحیح بخاری:۸۳۱)

عبادات کی یہ تینوں اقسام (قولی، فعلی، مالی) صرف اللہ ہی کے لئے مخصوص ہیں جو لوگ ان میں غیر اللہ کو شریک کرتے ہیں تو گویا وہ خالق کا حق چھین کر مخلوق کو تفویض کرتے ہیں اور یہی وہ شرک ہے جسے قرآن مجید میں ظلم عظیم کہا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴾ بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔ (لقمان:۱۳)

عبادات قولی میں اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے زبان سے اللہ کا نام لینا، اس کا ذکر کرنا۔ عبادات فعلی میں رکوع، سجدہ، قیام وغیرہ اور عبادات مالی میں ہر قسم کا صدقہ وخیرات، نذر و نیاز وغیرہ شامل ہیں۔ (دیکھئے شرح صحیح بخاری از مولانا داود راز رحمہ اللہ ۲/۳۲)

معلوم ہوا کہ غیر اللہ کے لئے (خواہ وہ نبی ہو یا صحابی یا کوئی اللہ کا ولی ہو) نذر و نیاز

دینا صرف بدعت ہی نہیں بلکہ شرک بھی ہے۔ نیز اگر یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے کیا جاتا ہے تو اس میں محرم کی تخصیص کیوں؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ خیرات کرنے کے لئے نہ تو کسی خاص دن کی ضرورت ہے اور نہ کسی مہینے کی تخصیص ہے۔

جعلی اور بناوٹی نمازیں: محرم کی جملہ بدعات میں سے مخصوص فضیلت کا اعتقاد رکھتے ہوئے اس میں پڑھی جانے والی چند مخصوص نمازیں بھی ہیں جن کا کتاب وسنت سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ مبتدعین نے اپنی طرف سے دین میں اضافہ کرتے ہوئے انھیں گھڑ رکھا ہے، لہٰذا یہ سب بدعت ہیں جنھیں پڑھنے سے بجائے ثواب کے گناہ ہی ملتا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ((مَنْ اَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ .)) جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام ایجاد کیا جو اس میں سے نہیں تھا تو وہ مردود ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی...: ۲۶۹۷)

اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے: ((أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ ، وَ شَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ .)) حمد وثنا کے بعد! یقیناً بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد ﷺ کا ہے اور سب سے بُرے اُمور وہ ہیں جنھیں دین میں نیا ایجاد کیا جائے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، باب تخفیف الصلاۃ والخطبۃ: ۸۶۷)

اب آتے ہیں محرم کی ان مخصوص نمازوں کی طرف جو لوگوں نے اپنی طرف سے گھڑ رکھی ہیں اور جن کی ادائیگی پر بڑے ثواب کی جھوٹی بشارتیں سنائی جاتی ہیں:

۱: جو کوئی محرم کی پہلی رات چھ رکعت نفل نماز دو دو رکعت کر کے اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ پھر سلام کے بعد تین مرتبہ: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْس، سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ، رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَ الرُّوْح. پڑھے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ثواب عظیم حاصل ہوگا۔

۲: جو کوئی محرم کی پہلی رات نماز مغرب کے بعد دو رکعت نفل نماز اس طرح پڑھے کہ پہلی

رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ سورۃ الانعام اور دوسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۂ یٰسین پڑھے تو اسے بفضل باری تعالیٰ بے شمار عبادت کرنے کا ثواب ملے گا۔

۳: جو کوئی محرم کی پہلی شب نماز عشاء کے بعد دو رکعت نفل نماز اس طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کے نامہ اعمال میں بے شمار نیکیاں لکھتا ہے۔

۴: جو کوئی یکم محرم کو دو رکعت نفل نماز اس طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا مانگے:

''اللّٰھم انت اللّٰہ الابد القدیم ، ھذہ سنة جدیدة ، اسئلك فیھا العصمة من الشیطن الرجیم ، والامان من السلطان الجابر ، و من شر کل ذی شر ، و من البلاء والافات، و اسئلك العون والعدل علی ھذہ النفس الامارة بالسوء والاشتغال بما یقربنی الیك ، یا بر ، یا رؤف ، یا رحیم ، یا ذالجلال والاکــرام .'' تو بفضل باری تعالیٰ اس کی برکت سے پروردگار عالم اس شخص کو شر شیطان سے محفوظ رکھے گا اور اسے اپنی حفظ وامان میں رکھے گا۔ اس کے رزقِ حلال میں خیر و برکت پیدا فرمائے گا۔ (بارہ مہینوں کی نفلی عبادت ص ۱۹۔۲۰)

۵: جو کوئی عاشورہ کے دن چاشت کے وقت دو رکعت نفل نماز اس طرح سے پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد لَوْ اَنْزَلْنَا سے سورۂ حشر کی آخری آیات تک پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھے اور پھر ایک مرتبہ یہ دعا نہایت توجہ و یکسوئی سے پڑھے:

''بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ٥ یا اول الاولین، یا اخر الاخرین، لا الہ الا انت خلقت ما خلقت فی مثل ھذا الیوم، و تخلق اخر ما تخلق فی مثل ھذا الیوم اعطنی فیہ خیر ما اولیت فیہ انبیاء ك و اولیاء ك و اصفیاء ك من ثواب البلایا، و اسھم لی مثل ما اعطیتھم فیہ من الکرامة ، و بحق محمد ﷺ .''

بفضل باری تعالیٰ اس نفل نماز اور دعا کی برکت سے بے پناہ ثوابِ عظیم حاصل ہوگا۔

(بارہ مہینوں کی نفلی عبادت ص۲۱)

۶: جو کوئی خوش نصیب عاشورہ کی رات چار رکعات نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پچاس بار سورۂ اخلاص پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گزشتہ گناہ اور آئندہ پچاس سالوں کے گناہ معاف فرما دے گا اور اس کے لئے ملائے اعلیٰ میں ایک ہزار محل تیار کئے جاتے ہیں۔ (دورانِ سال بارہ ماہ کی نفلی عبادات ص۲۹)

۷: اگر کوئی شخص عاشورہ کی رات کو چھ رکعات نفل اس طرح پڑھے کہ پہلی دو رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص اکیس اکیس بار پڑھے۔ پھر دوسری دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ فلق اکتیس اکتیس بار پڑھے۔ پھر تیسری دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ الناس اکتالیس اکتالیس مرتبہ پڑھے۔ اس نماز کے ادا کرنے کے بعد بیٹھ کر ستر مرتبہ یہ دعا پڑھے تو اس کو دینی و دنیوی فیوض و برکات حاصل ہوں گی۔

"ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة و قنا عذاب النار." (ایضاً)

۸: جو کوئی عاشورہ کے دن چھ رکعت نفل اس طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک ایک مرتبہ سورہ والشمس، سورہ والضحیٰ، سورہ اذا زلزلت، سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھے۔ یہ نفل نماز اشراق کے وقت پڑھے اور پڑھنے کے بعد سجدہ میں جا کر سات مرتبہ سورۂ کافرون پڑھے اور اپنی جائز حاجت کے لئے دعا مانگے۔ پھر یہ دعا مانگے:

"اللّٰھم اجعلنی ممن دعاك فاجبته، و امن بك فھدیته، و رغب الیك فاعطیته، و توکل علیك فکضیته، و اقترب منك فادنیته، اللّٰھم امدد بعیشی فی الخیرات مدا واجعل لی فی قلوب المؤمنین ودا، اللھم اسئلك الایمان بك، و اسئلك الفضل من الرزق، و اسئلك العافیة من البلایا، و اسئلك حسن العافیة فی الدنیا والاخرة، یا ذالجلال والاکرام."

ان شاءاللہ جو بھی حاجت ہوگی وضرور پوری ہوگی۔ (بارہ مہینوں کی نفلی عبادات ص۲۰)

۹: عاشورہ کی رات کو عشا کی نماز کے بعد دو دو کر کے آٹھ رکعت نفل یوں پڑھے جائیں کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں سورۂ اخلاص اکتالیس بار پڑھے۔نوافل کے بعد ایک سو گیارہ بار درج ذیل آیت کا ورد کرے تو اس کی بدولت اللہ تعالیٰ نوافل پڑھنے والے پر رحم فرمائے گا اور اس کے گناہ معاف فرمائے گا اور وہ عالم برزخ میں عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔دعا یہ ہے: ''ربنا امنا فاغفرلنا وارحمنا و انت خیر الراحمین .''

(دورانِ سال ۱۲ ماہ کی نفلی عبادات ص ۳۰)

جائزہ: سطور بالا میں محرم اور عاشوراء کے متعلق جن نفلی نمازوں کا بیان ہوا ہے ان میں سے کوئی ایک بھی رسول اللہ ﷺ (اور سلف صالحین) سے ثابت نہیں۔یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے انھیں بیان کر کے اپنی کتابوں کے اوراق سیاہ کئے ہیں انھوں نے کوئی حوالہ دینے کی زحمت نہیں کی۔اگر یہ مسنون اور ان کا ادا کرنا کارِ ثواب ہوتا تو ضرور نبی اکرم ﷺ بیان فرماتے اور احادیث کی معتبر کتاب میں ان کا ذکر ہوتا۔

جعلی اور بناوٹی وظائف: مبتدعین نے اللہ تعالیٰ کے محترم مہینے کے حوالے سے بھی بے شمار وظائف اور ان کے فضائل گھڑ کر اپنی کتابوں کی زینت بنا رکھے ہیں۔دین سے بے خبر عوام ایسی ہی من گھڑت چیزوں کو دین سمجھ کر اصل سے بے خبر ہو چکے ہیں۔ہمیں حیرت ہے کہ ان ظالموں نے کتنی دیدہ دلیری سے انھیں گھڑا ہے حالانکہ یہ اتنا بڑا جرم ہے جو دخولِ نار کا باعث ہے۔لیجئے ملاحظہ فرمایئے: **ماہِ محرم کے بناوٹی وظائف:**

۱: محرم کی پہلی شب سے دسویں تاریخ تک روزانہ بلا ناغہ نماز عشا کے بعد ایک سو مرتبہ یہ دعا اس طرح پڑھے کہ اول و آخر سات سات مرتبہ درود پاک پڑھے ان شاء اللہ تعالیٰ نامہ اعمال میں بے شمار نیکیاں لکھی جائیں گی:

''بسم اللہ الرحمن الرحیم ﷺ اللّٰھم لا مانع لما اعطیت ، ولا معطی لما منعت ، ولا راد لما قضیت ، ولا ینفع ذالجد منك الجد.''

۲: جو کوئی محرم کی پہلی شب سے دسویں تاریخ کی شب تک روزانہ بلا ناغہ نماز عشاء کے

بعد ایک سو مرتبہ چوتھا کلمہ توحید پڑھے تو بفضل باری تعالیٰ اس کو گناہوں کی معافی عطا ہوگی پروردگار عالم اس پر خصوصی فضل وکرم نازل فرمائے گا۔

۳: جو کوئی عاشورہ کے دن نماز عصر کے بعد توجہ ویکسوئی کے ساتھ ذیل میں دی ہوئی دعا پڑھ کر اپنی حاجت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو ان شاءاللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول ہوگی اور جلد ہی اس کی حاجت بھی پوری ہوگی۔ دعا یہ ہے:

"الھی بحرمة الحسین، و اخیه، و امه ، و ابیه ، و جده ، و بنیه ، فرج عما انا فیه، و صلی اللّٰہ علی خیر خلقه محمد و اله و اصحابه اجمعین ."

۴: جو کوئی محرم کے مہینے میں روزانہ بلا ناغہ ایک سو مرتبہ یہ کلمات پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ سے نجات عطا فرمائے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں: **"لا الـه الا اللّٰـه و حده لا شریك لـه ، لـه الملك و لـه الحمد ، یحیی و یمیت ، وھو حی لا یموت ، بیده الخیر ، وھو علی کل شیء قدیر ، اللّٰھم لا مانع لما اعطیت ، ولا معطی لما منعت ، ولا رادا لما قضیت ، ولا ینفع ذالجد منك الجد ."**

اس دعا کو پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کرے اور چہرے پر پھیرے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے گناہوں سے ایسا پاک فرمائے گا کہ جیسے ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔

۵: جو کوئی عاشورہ کے دن باوضو حالت میں ستر مرتبہ یہ پڑھے:

"حسبی اللّٰہ و نعم الو کیل ، نعم المولی و نعم النصیر ."

تو اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں کی معافی عطا فرمائے گا۔

۶: جو کوئی عاشورہ کے دن باوضو حالت میں ایک سو مرتبہ ذیل میں دیئے ہوئے کلمات اس طرح پڑھے کہ اول وآخر درود پاک پڑھے تو ان شاءاللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کی بخشش ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس کو نیکی کے کام کرنے اور برائی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔ کلمات یہ ہیں: **"لا الـه الا اللّٰـه العلی العظیم، لا اله الا اللّٰہ الحکیم الکریم ، سبحان اللّٰہ رب السموت السبع ورب العرش العظیم ."**

۷: جو کوئی عاشورہ کے دن ذیل میں دی ہوئی دعا سات مرتبہ پڑھے گا تو بفضل باری تعالیٰ سارا سال جملہ آفات و بلیات سے محفوظ رہے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ اس سال موت کا حملہ بھی اس پر نہ ہوگا اور جس سال اس کی موت ہوگی اس سال اس دعا کو پڑھنے کی توفیق نہ ہوگی۔ دعا یہ ہے: ''سبحان اللّٰہ، ملاء المیزان ، و منتھی العلم، و مبلغ الرمنی، و زنة العرش، لا ملجاء ولا منجاء من اللّٰہ الا الیہ، سبحان اللّٰہ عدد الشفع والوتر، و عدد کلماته التامات ، و اسئلك السلامة کلھا برحمتك یا ارحم الراحمین، ولا حول ولا قوة الا باللّٰہ العلی العظیم ، و حسبی اللّٰہ و نعم الوکیل ، نعم المولی و نعم النصیر ، وصلی اللّٰہ تعالی علی خیر خلقه محمد و اله و اصحابه اجمعین ، و سلما تسلیما کثیرا کثیرا. ''

(بارہ مہینوں کی نفلی عبادت ص۲۱۔۲۴)

جائزہ: یہ سب اذکار و وظائف بناوٹی اور جعلی ہیں ان میں سے کوئی ایک وظیفہ بھی ایسا نہیں جو رسول اللہ ﷺ ، صحابہ کرام یا تابعین عظام سے بسند صحیح ثابت ہو۔ بلکہ بعض وظائف تو ایسے ہیں جن سے شرک کی بدبو آ رہی ہے، لہٰذا انھیں پڑھنا بدعت ہے۔

شیخ احمد بن عبداللہ السلمی فرماتے ہیں: ''لا یشرع فی ھذا الیوم شی غیر الصیام لکن البعض أحدثوا فیه أمورًا لا أصل لھا أو أنھا تعتمد علیٰ أحادیث موضوعة أو ضعیفة'' عاشوراء کے روز سوائے روزے کے اور کوئی چیز ثابت نہیں۔ تاہم بعض لوگوں نے اس میں ایسے ایسے امور (جیسا کہ آپ سطور بالا میں ملاحظہ کر چکے ہیں) ایجاد کر رکھے ہیں جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں، ضعیف یا من گھڑت روایات کو دلیل بنا کر یہ سب کچھ کیا جاتا ہے۔ (بدع و اخطا تتعلق بالایام و الشھور ص۲۲۹)

شیعی بدعات: محرم کا مہینہ جونہی امن وسلامی کا پیغام لے کر ہم پر سایہ فگن ہوتا ہے تو شیعہ و روافض کی طرف سے بھی طرح طرح کی بدعات و خرافات دیکھنے میں آتی ہیں، جگہ جگہ مجلس اور محفلیں منعقد کی جاتی ہیں جن میں مرثیہ خوانی ہوتی ہے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی

شہادت مبالغہ آمیز انداز میں بیان کر کے اس پر اظہار غم و تاسف کیا جاتا ہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہجو و تحقیر بلکہ سب و شتم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح سیدنا حسین رضی اللہ عنہ پر نوحہ و ماتم کیا جاتا ہے۔ یکم محرم ہی سے چار پائیاں الٹا دی جاتی ہیں۔ بعض نوجوان ہاتھ پاؤں میں زنجیریں پہن کر خود کو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا قیدی ظاہر کرواتے ہیں، سیاہ لباس استعمال کیا جاتا ہے۔ کچھ لوگ آگ جلا کر اس میں سے گزر کر اپنے آپ کو سچا باور کرواتے ہیں۔ اسی طرح تعزیے کے جلوس اور گھوڑے نکالے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ تمام افعال ایسے ہیں جن کا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ تو درکنار دین اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ ان افعال قبیحہ کا نہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور نہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اجازت دی۔ جملہ اہل بیت بھی اس قسم کی لغویات اور بدعات سے کوسوں دور تھے۔ خیر القرون میں ان کا تصور تک نہ تھا۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ امور محض تکلف ہیں۔ دین و دنیا میں ان کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر یہ اچھے کام ہوتے تو اس امت کے ابتدائی اور بہتر لوگ اس کے زیادہ اہل تھے۔ اگر ان کاموں میں کوئی بھلائی ہوتی تو اس میں وہ ضرور ہم سے سبقت لے جاتے اور اہلِ سنت اقتدا کرتے ہیں اپنی طرف سے بدعتیں نہیں گھڑتے۔ (البدایہ والنہایہ ۱۲/۲۲۰)

علامہ ابن رجب فرماتے ہیں: اور عاشورا کے دن کو ماتم کا دن بنا لینا جیسا کہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت کی بناء پر رافضیوں نے کیا ہے تو یہ ایسے شخص کا عمل ہے جس کی محنت دنیا ہی میں ضائع ہوگئی جب کہ وہ سمجھتا ہے کہ وہ کوئی اچھا کام کر رہا ہے حالانکہ اللہ اور اس کے رسول نے یہ حکم نہیں دیا کہ انبیاء کے مصائب اور ان کی وفات کے ایام کو ماتم کا دن بنا لیا جائے تو ان سے کم درجے کے بزرگوں کی وفات کے دن کو ماتم کا دن کیسے بنایا جا سکتا ہے؟

(لطائف ص ۱۱۳)

تاریخ سے بھی یہی بات نکھر کر سامنے آتی ہے کہ ان بدعات و خرافات نے خیر القرون کے بعد چوتھی صدی ہجری کے وسط میں رواج پکڑا، اس کی ترویج و ترقی میں بویہی خاندان نے بڑا واضح کردار ادا کیا۔ معزالدولہ بن بویہ اس کا بانی ہے جس نے ۳۵۲ھ میں سرکاری سطح

پر اسے منانے کا اعلان کیا ورنہ اس سے قبل ان بدعات کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ احداث ۳۵۲ھ کے ضمن میں لکھتے ہیں: ''یوم عاشوراء ، قال ثابت :الزم معز الدولة الناس بغلق الاسواق و منع الهراسين والطباخين من الطبيخ ، و نصبوا القباب فی الاسواق و علقوا عليها المسوح ، و اخرجوا نساء منشرات الشعور مضجات يلطمن فی الشوارع و يقمن المآتم على الحسين عليه السلام ، و هذا اوّل يوم نيح عليه ببغداد.'' یوم عاشوراء، ثابت کہتے ہیں کہ معز الدولہ نے زبردستی (اس دن) بازار بند کروائے ، نانبائیوں کو روٹی وغیرہ پکانے سے منع کیا، بازاروں میں لکڑیوں کے ڈھانچے بنا کر ان پر موٹے کپڑے چڑھائے، خواتین سے جن کے بال کھلے ہوئے تھے سڑکوں پر ماتم حسین کروایا، بغداد میں یہ پہلا دن تھا جب اس طرح کی نوحہ وزاری کرائی گئی۔ (تاریخ اسلام ۲۶/۵)

علامہ ابن جوزی نے المنتظم (۴/ ۲۰۸)، ابن الاثیر نے الکامل فی التاریخ (۷/ ۲۶۶)، ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ (۱۲/ ۲۱۶)، ابن خلدون نے اپنی تاریخ (۴/ ۴۷۷) اور سیوطی نے تاریخ الخلفاء (ص ۳۷۹) میں یہی بات بیان کی ہے۔تاہم جہاں تک چھریاں یا خنجر مار کر اپنے آپ کو زخمی اور لہولہان کرنے کا تعلق ہے جیسے ہمارے ہاں ہوتا ہے تو اس کے متعلق ڈاکٹر موسی الموسوی رقم طراز ہیں:

ہمیں یہ تو بالضبط معلوم نہیں ہوسکا کہ عاشوراء کے دن آہنی زنجیروں سے کندھے پیٹنے کا آغاز کب ہوا اور ایران ،عراق وغیرہ جیسے شیعی علاقوں میں اس رسم نے کب رواج پایا لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ تلواروں سے سرکوبی اور اسے زخمی کر کے عاشوراء محرم کو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ پر اظہار غم کا طریقہ ایران اور عراق میں ہندوستان سے انگریزی استعمار کے زمانے میں بنایا گیا ہے اور انگریز شاطر نے شیعہ کی جہالت ،سادگی اور امام حسین کے ساتھ اندھی عقل سوز محبت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انھیں امام کے غم میں سرکوبی کی تعلیم دی۔

حتیٰ کہ ماضی قریب میں بھی بغداد اور تہران میں برطانوی سفارت خانے حسینی تعزیہ

کے جلوسوں کی مدد کرتے رہے ہیں جو اسی مذکورہ بالا بدترین مظاہرے کی شکل میں گلیوں اور بازاروں میں چکر لگاتے تھے۔ انگریزی استعمار کے ان بدترین جلوسوں کی کارروائی کی ترویج واشاعت کے پس پردہ انتہائی مکروہ سیاسی مقاصد تھے وہ ان کی نمائش کو برطانوی عوام اور آزاد اخبارات کے سامنے جو حکومت برطانیہ کے ہندوستان اور دیگر اسلامی ممالک میں نوآبادیاتی نظام کی مخالفت کررہے تھے بطور ایک معقول وجہ جواز کے پیش کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ ان ممالک کے عوام کے وحشیانہ مظاہر سے یہ ثابت کرسکے کہ یہ قومیں کسی ایسے منتظم کی محتاج ہیں جو انھیں جہالت و بربریت سے نکال سکے۔ یہ تعزیتی جلوس جو دس محرم کو عام بازاروں کے چکر لگاتے ان میں ہزاروں لوگ شریک ہوتے جو آہنی زنجیروں سے اپنی پیٹھوں کو لہولہان کرلیتے۔ تلواروں اور خنجروں سے اپنے سروں کو زخمی اور خون آلود کرلیتے ان کی تصویریں یورپ کے انگریزی اخبارات میں چھاپی جاتیں۔ اس سے شاطر سامراجی یہ تاثر دینا چاہتے تھے کہ جن اقوام کی ثقافت کا مظہر یہ جھلکیاں ہیں، نوآبادیاتی نظام کے ذریعے ان ممالک کے عوام کو شہرت وترقی کے راستے پر گامزن کرنا ہماری انسانی ذمہ داری ہے۔ کہتے ہیں کہ عراق میں انگریزی عہد اقتدار میں اس وقت کے عراقی وزیراعظم یاسین ہاشمی جب انگریزی راج ختم کرانے کے لئے مذاکرات کرنے لندن گئے تو انگریز نے ان سے کہا: ہم تو صرف اس لئے عراق میں رکے ہوئے ہیں کہ عراقی قوم کو احمقانہ انارکی سے نکالیں تاکہ وہ ہم دوشِ سعادت ہوسکے۔ یاسین ہاشمی اس بات پر برافروختہ ہوکر غصے کی حالت میں کمرۂ مذاکرات سے باہر نکل آئے تو انگریز نے ان سے بڑی لجاجت اور نرم خوئی سے معذرت کرلی پھر پورے احترام سے ہاشمی کو عراق کے بارے میں ایک دستاویزی فلم دیکھنے کو کہا جس میں نجف، کربلاء اور کاظمیہ کی شہراہوں پر چکر لگاتے ہوئے تعزیہ حسین کے جلوس دکھائے گئے تھے جو بڑے خوفناک اور قابل نفرت منظر پیش کررہے تھے گویا انگریز یہ کہنا چاہتا تھا کہ جس قوم میں ذرہ بھر بھی تہذیب کا حصہ ہو وہ خود اپنے ساتھ یہ مار دھاڑ کرسکتی ہے؟'' (اصلاح شیعہ ص ۱۷۶۔۱۷۸) [اسلامی مہینے اوران کا تعارف ص ۵۲۔۶۷]

ڈاکٹر مفتی ابو جابر عبداللہ دامانوی

طبِ نبوی ﷺ سے ڈینگی وائرس (اور تمام بیماریوں) کا علاج

آجکل پاکستان میں ڈینگی وائرس ہر طرف پھیل رہا ہے، لہٰذا ڈینگی وائرس (اور تمام خطرناک بیماریوں) سے بچاؤ کے لئے طبِ نبوی ﷺ سے تین دعائیں پیشِ خدمت ہیں اور ان دعاؤں پر ہمیشہ کاربند رہنے والا ڈینگی وائرس کے علاوہ معاشرے کے دوسرے ڈینگیوں کے شر واذیتوں سے بھی محفوظ ومأمون رہے گا۔ ان شاء اللہ

۱) ((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ .)) میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ساتھ ہر اس مخلوق کے شر سے جو اس نے پیدا کی (اللہ کی) پناہ میں آتا ہوں۔

(صحیح مسلم: ۲۷۰۹، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۵۹۱)

جس شخص نے شام کو تین بار یہ کلمات کہے، اسے اس رات کوئی زہریلا جانور نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

۲) ((بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَآءِ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ .)) اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ نہ زمین میں اور نہ آسمان میں کوئی چیز نقصان دے سکتی ہے اور وہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

(ابوداود: ۵۰۸۸، سنن ترمذی: ۳۳۸۸، ابن ماجہ: ۳۸۶۹)

جس شخص نے صبح وشام تین تین مرتبہ یہ کلمات کہے، اسے کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی۔

۳) (۱) سورۃ الاخلاص (۲) سورۃ الفلق اور (۳) سورۃ الناس۔

جو شخص اسی ترتیب کے ساتھ ان سورتوں کو صبح وشام تین تین مرتبہ پڑھے تو یہ سورتیں اسے دنیا کی ہر چیز سے کفایت کریں گی۔ (ابوداود: ۵۰۸۲)

احتیاط: ان وظائف کو پڑھنے والے کو پنج وقتہ نماز کا پابند ہونا ضروری ہے، ورنہ ان وظائف کے پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا، نیز جو شخص ان وظائف کو پڑھے تو اس کا یہ عقیدہ

ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی دوسری ہستی شفا دینے پر قادر نہیں ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہر قسم کے شرک کرنے سے بچے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ اور اگر اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی تکلیف (مصیبت، بیماری) پہنچائے تو اسے اس کے سوا کوئی دور کرنے والا نہیں اور وہ آپ کو کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (الانعام:۱۷)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ((أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا.)) لوگوں کے پروردگار! بیماری دور کر دے، شفا عطا فرما، تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں، تو ہی شفا دینے والا ہے اور ایسی شفا عطا فرما جو کسی بیماری کو باقی نہ چھوڑے۔ (صحیح بخاری:۵۶۷۵، صحیح مسلم:۵۷۰۷)

رسول اللہ ﷺ بیمار پر اپنا دائیاں ہاتھ پھیرتے اور اس دعا کو پڑھتے، نیز اوپر والی آیت کو بھی بار بار تلاوت کرتے تھے۔ **و ماعلینا إلا البلاغ**

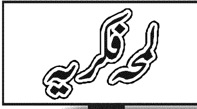
انبیاء کی وراثت علم ہے، درہم و دینار نہیں

شیعہ اسماء الرجال کی رو سے صحیح روایت میں آیا ہے کہ (امام) ابو عبداللہ (جعفر بن محمد الصادق) رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور بے شک انبیاء کے وارث علماء ہیں، بے شک نبیوں کی وراثت درہم اور دینار نہیں ہوتی لیکن وہ علم کی وراثت چھوڑتے ہیں، جس نے اسے لے لیا تو اس نے بڑا حصہ لے لیا۔

(الاصول من الکافی للکلینی ج ۱ ص ۳۴ باب ثواب العالم والمتعلم ح ۱، وسندہ صحیح عند الشیعۃ)

اس شیعہ حوالے سے ثابت ہوا کہ نبیوں کی مالی وراثت نہیں ہوتی تھی، بلکہ وہ جو کچھ چھوڑ جاتے تھے وہ صدقہ ہوتا تھا۔ ان کی وراثت تو علم و ایمان کی وراثت ہوتی تھی اور جس نے اس وراثت کو لے لیا تو وہ نجات پا گیا۔ والحمد للہ

مولانا محمد ارشد کمال



تارکین رفع یدین کے لئے

۱) امام بخاری فرماتے ہیں کہ ہمیں محمد بن یوسف نے بیان کیا (وہ کہتے ہیں): ہمیں عبدالاعلیٰ بن مسہر نے بیان کیا۔(وہ کہتے ہیں): ہمیں عبداللہ بن العلاء بن زبر نے بیان کیا (وہ کہتے ہیں): ہمیں عمرو بن المہاجر نے بتایا: عبداللہ بن عامر (نامی ایک شخص) نے مجھے کہا کہ میں اجازت لے کر اسے (خلیفہ) عمر بن عبدالعزیز کے پاس لے چلوں، تو میں نے ان سے اجازت طلب کی۔ انھوں (عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ) نے فرمایا: (عبداللہ بن عامر) یہ وہی شخص ہے جس نے اپنے بھائی کو رفع یدین کرنے پر مارا تھا (حالانکہ) ہم مدینے میں جب چھوٹے بچے ہوتے تھے تو ہمیں سختی سے رفع یدین کرنا سکھلایا جاتا تھا، پھر انھوں نے اسے (عبداللہ بن عامر کو ملاقات کی) اجازت نہ دی۔

(جزء رفع الیدین للبخاری: ۱۷، وقال شیخنا حافظ زبیر علیزئی: اسنادہ صحیح)

۲) امام ابن خزیمہ فرماتے ہیں: میں نے محمد بن یحییٰ (الذہلی) کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے اس حدیث (حدیث ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ) کو سن لیا، پھر رفع یدین نہ کیا یعنی رکوع کرتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے تو اس کی نماز ناقص ہے۔

(صحیح ابن خزیمہ ۱/ ۲۹۸ ح وسندہ صحیح)

ایک خواب!

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر احمد بن اسحاق بن بہلول (ثقہ راوی) کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میں اہل عراق کے مذہب پر (یعنی تارکِ رفع یدین) تھا پھر میں نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، آپ پہلی تکبیر، رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھا کر رفع یدین کرتے تھے۔ (سنن دارقطنی: ۱۱۲، وسندہ صحیح)



شمارہ:۹ جنوری۲۰۱۱ء

شمارہ:۱۰ فروری۲۰۱۱ء

شمارہ:۱۱ مارچ۲۰۱۱ء

شمارہ: ۱۵ جولائی ۲۰۱۱ء

شمارہ: ۱۶ اگست ۲۰۱۱ء

شمارہ: ۱۷ ستمبر ۲۰۱۱ء

شمارہ: ۱۸ اکتوبر ۲۰۱۱ء

شمارہ: ۱۹ نومبر ۲۰۱۱ء

شمارہ:۲۰ دسمبر ۲۰۱۱ء

سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کا مقام، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں

محمد ابن الحنفیہ (یعنی محمد بن علی بن ابی طالب) رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد (سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں کون سب سے بہتر و افضل ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ)

میں نے کہا: ان کے بعد پھر کون ہے؟ انھوں نے جواب دیا: عمر (رضی اللہ عنہ) الخ

(صحیح بخاری: ۳۶۷۱)